کوئی تمنا نہیں ہے محرمِ راز ❊ ہمیں کہنا ہی کچھ اپنی زباں میں

# اُردُو زبان کی تاریخ

اس کتاب میں اختصار کے ساتھ اور نہایت سادہ اور دلچسپ
پیرایہ میں اُردو زبان کی ابتدا اور عہد بعہد کی ترقی کا حال دیا گیا ہے
اور ہر دور کے نمونے بھی مع تاریخی واقعات کے شامل کر دیئے گئے
ہیں لڑکوں اور لڑکیوں اور خصوصاً مستورات کے پڑھنے کے لیئے
یہ کتاب بہت مفید ثابت ہو گی

مُصنّفہ

بجوئل و اغط لال - ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل (تمغہ یافتہ پنجاب یونیورسٹی)

دِلّی پرنٹنگ ورکس دہلی میں حسب فرمائش خان بہادر مولوی عبدالاحد صاحب
مالک مطبع مجتبائی دہلی چھاپی گئی

دسمبر ۱۹۲۰ء

طبع اول تعداد ۱۵۰۰ قیمت فی جلد ۱۲؍

کتب خانہ طیب

LIBRARY
MAY 13 1976
UNIVERSITY OF TORONTO

# پہلا باب

## اُردو زبان کا ماخذ

اُردو ایک نہایت دلکش اور میٹھی زبان ہے۔ اس کے بولنے اور لکھنے والے پشاور سے لیکر دکن تک پائے جاتے ہین۔ پنجاب۔ صوبجات متحدہ۔ بنگالہ۔ احاطۂ بمبئی اور دکن مین عام طور پر ایسے ہندو اور محمدی اور اور قومین آسانی کے ساتھ سمجھ لیتی ہین۔ پنجاب۔ صوبجات متحدہ اور نظام کی ریاست مین لڑکے اور لڑکیان اسے مدرسون مین سیکھتے ہین۔

ہند کی زبانون مین صرف اُردو ہی ایک ایسی زبان ہی جو عموماً اس ملک مین دور دور تک پھیلی اور کئی قومون کی آنکھ کی پتلی بنی ہوئی ہے۔ ہندوستانی ریاستون مین بھی اسکا رواج ایسا ہے کہ چاہے جہان کھڑے ہو کر بول لو۔ سننے والے مطلب کو جھٹ سمجھ جائین گے۔ اس کے بولنے والے چھہ سات کروڑ

سے کم نہین اوران کا شمار روز بروز بڑھتا جاتا ہی۔

اب ہم اس بات کو دریافت کرین کہ اُردو زبان کہان سے نکلی۔کس طرح مروّج ہوئی اور کب سے اس کا دور شروع ہوا؟ ان سوالون کے جواب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم یہان کچھ تھوڑی سی ہند کی قدیمی تاریخ پر نظر ڈالین۔ عالمون نے پتا لگایا ہی کہ کوئی ساڑھے تین ہزار برس ہوئے جب اس ملک کے اصلی باشندے اور لوگ تھے۔ روایتون۔نشانون۔لاٹون کتبون۔ سکّون اور ہندؤن کی مذہبی کتابون سے پورے طور پر ثابت ہوتا ہی کہ مسیح سے کوئی ہزار سوا ہزار برس پہلے شمال کی طرف سے ایک قوم اس ملک مین آئی۔ یہ قوم ایرین نام سے نامزد ہی۔ ہزارون برس ہوئے جب ان کے بزرگ بحیرۂ اسود اور بحیرۂ اخضر یعنی بلیک سی اور کاسپین سی کے مابین جیحون اور سیحون کے سیراب کئے ہوئے وسیع میدانون اور کوہ قاف کے اِرد گِرد کے زرخیز قطعون مین رہتے تھے۔ اُن کے رہنے سہنے کا طرز سادہ تھا اور ایک مدت تک وہ یون ہی ایک ساتھ مل جُلکر رہے۔ وہ زمین کو جوت کر اپنے لئے اناج پیدا کرتے تھے غالباً اسی سبب سے انھین ایرین کہا ہے کیونکہ اس لفظ کے معنی ہل چلانے والے کے ہین۔ اُن اضلاع مین جہان یہ رہتے تھے غلّہ کی افراط تھی کیونکہ چارون طرف پانی بہتا تھا اور زمین نہایت زرخیز تھی۔ مگر جب اِنکی آبادی یہان تک بڑھی کہ اُس حصّہ مین گنجائش نہ رہی تو مجبوراً مکان اور روزی کی تلاش مین انھین اِدھر اُدھر جانا پڑا۔ اُسوقت کی کوئی تاریخ اب موجود نہین۔ تو بھی زبانون کے مطالعہ سے

معلوم ہوتا ہی کہ کسی زمانہ مین ہندؤن - ایرانیون - ارمنیون - رومیون - روسیو اور جرمن قبیلون کے بزرگ ایک ساتھ رہتے اور ایک زبان بولتے تھے - کیونکہ انکی زبانون کے بہت سے لفظ ملتے ہین اور صرف و نحو کے قاعدے بھی بہت کچھ یکسان ہین - جگہ کی تنگی اور معاش کی کمی کی وجہ سے آخرانھین ایک دوسرے سے جُدا ہونا پڑا - جُدائی کے بعد اَور اَور ملکون کی آب و ہوا اور نئی نئی ضرورتون کے تقاضون نے قدیمی مادری زبان کے بہت لفظ اور محاورے بھُلا دیئے اور زبان مین بڑا فرق پیدا کر دیا - زبان دان اور مُحقق ہمین بتاتے ہین کہ اُن کے دو بڑے جتھے ہزارون لاکھون آدمیون کے اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر مشرق اور مغرب کی طرف روانہ ہوئے - مشرق مین برِاعظم ایشیا اور مغرب مین برّاعظم یورپ اُس وقت کہین کہین آباد تھے ورنہ ساری زمین گھنے جنگلون سے بھری تھی شروع ہی شروع مین تو اُنھون نے پہاڑون کے دامنون - جنگلون کی گودون اور دریاؤن کے سیراب کنارون مین اپنے ڈیرے ڈالے ہون گے اور پھر میدانون کو صاف کر کے شہرون اور بستیون کی بنیاد ڈالی ہو گی جو جتھا مغرب کی طرف گیا وہ آہستہ آہستہ عنقریب سارے یورپ مین پھیل گیا اور وہان مختلف حصّون مین آج تک موجود ہی - حال کی ساری فرنگستانی قومین اُن ہی کی اَولاد ہین ٭

دوسرا جتھا مشرق کی طرف بڑھا - آرمینیا اور ایران کی سرسبز وادیون اور چراگاہون مین اُن کے اور اُن کے جانورون کے لئے بہت خورش تھی - چنانچہ بہت سے وہان بھی رہ گئے - باقی لوگ قندہار اور کابل ہوتے ہوتے ہندوکش پہاڑون کو

اُلٹ کر پنجاب مین آئے - یہ لوگ سفید رنگ خوبصورت - درازقامت اور بہادر تھے - ان کا گذارہ زیادہ تر مویشی اور کاشتکاری پر تھا ۔ پنجاب کے شاداب میدان جو ہریالی اور سبزہ سے ڈھکے ہوئے تھے اُنھین بہت پسند آئے - اُن کی رہایش کا طریقہ بہت سادہ تھا اور وہ تہذیب کے ایک خاص درجے تک پہنچ گئے تھے - بڑے بوڑھون کی تعظیم - اہل وعیال کی محبّت - برادری کی حفاظت اور مستورات کی عزّت کا اُنھین بہت خیال تھا - اُن کے درمیان شادی بیاہ کی رسم تھی اور عشرت پسندی کو بُرا جانتے تھے - ویدون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے وقت کا ایک معقول حصّہ عبادت اور پوجا پاٹ مین صرف کرتے اور دھرم اور پُن لازمی سمجھتے تھے - اُنکی طبیعت مین استقلال اور اُن کے مزاج مین سنجیدگی تھی - جب دشمن کا مقابلہ کرتے تو ایسے جم کر اور دل توڑ کر لڑتے کہ مخالف کے چھکے چھوٹ جاتے اور جب خُدا کی یاد کرتے تو تن - دھن اور من تینون اُسمین لگا دیتے تھے -

اُنکی زبان بھی شائستہ اور پاکیزہ تھی اور ہر طرح کے مطلب کو وضاحت کے ساتھ ادا کرنے کے لیئے اُن کے پاس سادہ اور فصیح لفظون کا پورا ذخیرہ تھا - یورپ مین اُنھون نے قدیم زمانہ مین یونان اور رومتہ الکبرےٰ کی سلطنتین قائم کین - جرمنی - روس - فرانس اور برطانیہ کی قومین جو اسی اصل سے ہین اب اپنے قدرتی جذبات کو دکھا رہی ہین - ایشیا مین انھون نے ایران کو قبضہ مین کیا اور ہند کو اپنے راجون اور مہاراجون سے بھر دیا - اُن کا ایسا اقبال ہے کہ جہان کہین گئے تخت اور تاج کے مالک بنے اور ان کے علم و حکمت - مذہب اور تہذیب کے مرکز جا بجا پائے جاتے ہین - ان کی زبانین

پیاری اور شاندار ہین - یونانی - لاطینی - ایرانی - سنسکرت - جرمنی - فرانسیسی اور انگریزی ایسی زبانین ہین جو دنیا مین بے نظیر ہین اور ان ہی قومون کی بدولت یہ ساری برکت اور رونق ہے - یہی سب سے بڑے صاحب فن اور اہل ہنر ہین اور روے زمین ان ہی کے زیر قدم ہے -

اِن قومون کا ایک ہی اصل و نسل سے ہونا اس سے ثابت ہی کہ انکی زبانون کے بہت سے لفظ اور صرف و نحو کے قواعد آپس مین ملتے ہین - نمونہ کے طور پر خانگی رشتون کے لفظ دیکھو بالکل ایک ہی ہین -

| ہندوستانی | انگریزی | سنسکرت | یونانی | لاطینی | قدیم ایرانی |
|---|---|---|---|---|---|
| باپ | فادر | پتر | پاتر | پاتر | پتر |
| مان | مَدَر | ماتر | ماتر | ماتر | مُتر |
| بھائی | بردر | بھراتر | فراتر | فراتر | براتر |
| بیٹی | ڈوٹر | دوہتر | تھگاتر | .. | دُغدر |
| بہن | سِسٹر | سواسر | .. | سوزر | .. |

اسی طرح گنتی کے ہندسے بھی ایک سے دس تک ملتے ہیں - یہ پکے ثبوت ہین کہ ایک وقت ان زبانون کے بولنے والون کے باپ دادا ایک ہی جگہ بود و باش کرتے تھے جُدا ہوکر چونکہ کچھ یورپ مین اور کچھ ایران اور ہند مین آباد ہوے اس لیے اُن کو انڈو یوروپین نام دیا ہے -

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عالمون نے دنیا کی کُل زبانون کو تین بڑے حلقون مین تقسیم کیا ہے اور ہر حلقہ مین کئی کئی شاخین ہین - پہلا حلقہ تو انڈو یورپین کہلاتا ہے جس مین سنسکرت - قدیم ایرانی - یونانی - لاطینی - ارمنی - فرانسیسی جرمنی اور روسی زبانین ہین -

دوسرا حلقہ سیمیٹک یا سامی کہلاتا ہے جسمین عربی - عبرانی - کلدانی اور قبطی زبانین شامل ہین -

تیسرا حلقہ تورانی ہے اس کی شاخون مین دنیا کی اور زبانین پائی جاتی ہین -

اب پھر اصلی مطلب پر آتے ہین - ہم نے پہلے بتایا کہ ایرین قوم کے جو لوگ آب و دانہ کی تلاش مین مشرق کی طرف چلے اُن مین سے ایک شاخ ایران مین داخل ہوئی وہان اُن لوگون نے بادشاہی قائم کی اور سیکڑون برس تک آس پاس کے سارے ملکون پر حکومت کرتے رہے - وہین زرتشت نے آتش پرستی کو رواج دیا اور پجاریون کے لئے خاص طرح کے مندر بنوائے جنکا نام دَیر رکھا - ایرین قوم کی دوسری شاخ ہند مین آئی اُن کی لڑائی کے ہتیار اعلےٰ درجے کے ہون گے کیونکہ انھون نے اس مُلک کے اصل باشندون کو جو ڈرور یا دراودی نسل سے تھے شکست دی - دراودی لوگ جو زبان - رنگ روپ - صورت و شکل - چال ڈھال مذہب و ملت اور رسم و رواج مین ان سے مختلف تھے ایک مدت تک بڑی دلیری کے ساتھ فتحیاب ایرین کے مقابلہ مین مشغول رہے مگر پسپا ہی ہوتے گئے - جنھون نے ان فاتحون کی اطاعت منظور کی وہ سودر کہلائے اور اپنے حاکمون کی خدمت کرنے لگے

باقی پہاڑون اور جنگلون مین جا گھُسے یا دکن کو چل دیئے - کول - بھیل - گونڈ - سنتال اُنھین لوگون کی اولاد ہین اور دیکھنے مین اکثر پست قد اور سیہ فام ہین -
جو دکن کو گئے اُنھون نے وہان بڑی زبردست سلطنتون کی بنیاد ڈالی - اُن کی زبانین تامل - تلوگو - کناری اور ملیالم ہین جو سنسکرت سے کچھ لگاؤ نہین رکھتی ہین گو چند الفاظ سنسکرت کے اُن مین شامل ہو گئے ہین -
ایرین خاندان کے لوگ ہند مین آکر ہندو کہلائے اور اس ملک کو اُنھون نے آریہ ورت اور بھارت ورشس نام دیئے - یہ لوگ سب سے پہلے پنجاب اور گنگا اور جمنا کے دوآبہ مین مقیم ہوئے ان کی زبان سنسکرت تھی جو قدیم ایرانیون کی زبان سے بہت ملتی ہے - قدیم ایرانیون کی زبان کا پتا انکی مقدس کتاب ژند سے ملتا ہے - ژند اور ویدون کی زبانین بہت ملتی ہین اور صدہا الفاظ تو بعینہ یکسان ہین - عبارت کی ترکیب اور بندشس بھی دونون مین بہت درجہ تک ایک ہی طرح کی ہے - ذیل کی فہرست بطور نمونہ کے پیش کرتا ہون -

| فارسی | سنسکرت | فارسی | سنسکرت |
|---|---|---|---|
| پدر | پتر (باپ) | بار | بھار (بوجھ) |
| مادر | ماتر (مان) | انگشت | انگشٹ (انگلی انگوٹھا) |
| برادر | بھراتر (بھائی) | سر | شر (سر) |
| پور | پُتر (بیٹا) | پا | پاد (پانون) |

| سنسکرت | فارسی | سنسکرت | فارسی |
|---|---|---|---|
| دنت (دانت) | دند | دوہتر (بیٹی) | دختر |
| تالک (تالو) | تارک | اشو (گھوڑا) | اسپ |
| دوشن (کندھا) | دوش | جانو (جانگھ) | زانو |
| بھرو (بھون) | ابرو | بھوم (زمین) | بوم |
| شاکھا (ڈالی) | شاخ | دوار (دروازہ) | در |
| شویت (سفید) | سفید | چرم (چمڑا) | چرم |
| شیام (کالا) | سیاہ | گو (گائے) | گاو |
| کاگ (کوا) | کلاغ | مکشکا (مکھی) | مگس |
| میش (بھیڑ) | میش | شرگال (گیدڑ) | شغال |
| کھر (گدھا) | خر | ودھیر (دیر) | دیر |

اسی طرح سیکڑون لفظ پیش کئے جا سکتے ہین جو ژند اور سنسکرت مین یکسان ہین - ان سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دونون زبانین بہنین ہین جنھون نے ایک ہی ساتھ پرورش پائی گو پیچھے الگ الگ گھر کر لیا۔

# دوسرا باب

## مختلف پراکرت زبانین اور دیسی بولیان

ہم نے پہلے باب مین بتایا تھا کہ اریَن فتحیابون نے پہلے پنجاب مین اپنے قدم

جمائے ۔ اس ملک کے اصلی باشندے اُن سے شکست کھاکر اِدھر اُدھر جنگلون اور
پہاڑون مین گھس گئے کچھ جان بچاکر بھاگے اور دکن اور مشرق کی طرف چل دیئے
جو رہ گئے اُنھون نے فتحیابون کی خدمت اختیار کی ۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ستہ
دو سو برس تک ایرین قوم کے نئے نئے جتھے لگاتار پنجاب کی طرف اپنے وطن سے
آتے رہے ۔ ان نئے آنیوالون کو مشکل سے یہان جگہ ملی اور اُنھین اپنے ہی قدیم
بھائیون سے جنگ کرنی پڑی ۔ انجام یہ ہوا کہ ان نوواردون کے زور و غلبہ کے
سبب سے اُن ایرین لوگون کو جو پہلے سے پنجاب اور گنگا اور جمنا کے قریب آباد
تھے اب خود بھی مشرق اور مغرب اور جنوب کی طرف ہٹنا اور اپنا پہلا گھر چھوڑنا
پڑا ۔ بیچ کا حصہ جو کوہِ ہمالیہ سے لیکر جنوب مین کوہ وندھیاچل تک اور مشرق
مین سرہند سے لیکر مغرب مین گنگا اور جمنا کے سنگم تک ہے اب ان نووارد
ایرین لوگون کے قبضہ مین آیا ۔ اسے وہ لوگ **مدھ دیش** یعنی مُلکِ متوسط
بولتے تھے ۔ اس وسطی حصہ مین ایرین قوم کا زور رہا اور یہان اُن کی زبان
ملاوٹ سے بچی رہی اور اُن کے چوگرد اُن کے ایرین بھائی تھے جنھین اُنھون
نے اِدھر اُدھر مشرق اور مغرب اور جنوب کی طرف ہٹا دیا تھا ۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ
ایرین نسل کے لوگ اب سارے پنجاب ۔ سندھ ۔ گجرات ۔ صوبجات متحدہ
بہار ۔ بنگالہ ۔ آسام اور اُڑیسہ مین پھیل گئے اور دراوڑی قومین جو یہان پہلے
رہتی تھین ان کے دباؤ سے اور پیچھے ہٹ گئین ۔

اب خاص دو باتین شروع ہو گئین **اوّل** ۔ ایرین نسل کے بہت سے

آدمیون کو دراودی عورتون سے بیاہ کرنا پڑا- کیونکہ جب وہ ہند مین آئے تو اُن کے ساتھ خاص اُن کی نسل کی زیادہ عورتین نہ تھین جن سے بیاہ کرتے اور اپنے گھرون کو آباد کرتے- ایک عرصہ تک غریب ایرین یون ہی دراودی خاندان کی مستورات سے بیاہ کرتے رہے اور کسی نے کچھ نہ کہا- مگر جب ایرین بزرگون نے دیکھا کہ یہ خراب رسم بڑھتی جاتی ہی اور اندیشہ ہے کہ خالص نسل کے ایرین یہان کی اصل قومون کے ساتھ بالکل خلط ملط ہو جائین تو اُنھون نے اپنی بستیون اور آبادیون مین چار برنون یا ذاتون کے سخت قواعد نکالے- وہ چار برن یا ذات یہ ہین (۱) برہمن یعنی اہل علم- (۲) چھتری یعنی اہل تلوار جن کا کام لڑائی بھڑائی اور ملک کی حفاظت تھا- (۳) ویش یعنی اہل تجارت- (۴) شودر یعنی نوکری پیشہ لوگ جو ہر طرح کی خدمت کرتے تھے- اس طرح کی تقسیم سے فائدہ یہ ہوا کہ ایرین شرفا دراودی نسل کے لوگون سے الگ تھلگ رہے اور اُن کی نسل اور قومیت کی پوری حفاظت ہوئی- جن غریب ایرین لوگون کے گھرون مین دراودی عورتین آگئین سو آگئین اور اُن کی نسل نیچ ذات مین شامل ہوئی پیچھے یہ دستور بالکل بند ہو گیا- یہی سبب ہے کہ ہندو پورے طور پر اپنی اصلیت اور ذات کا پتا دے سکتے ہین-

دوم- ایرین اور دراودی زبانین آپس مین ایک دوسرے سے بالکل نہین ملتی تھین مگر ایرین فتحیابون کو دراودی مغلوب قومون کے بیچ رہنا تھا- اور ان مغلوبون کو اپنے نئے مالکون کی خدمت اور سیوا کرنی تھی- پس دقت یہ ہوئی کہ حاکم اور محکوم کس طرح ایک دوسرے کی بات سمجھین- انکا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ

دن رات تھا - ایک ہی جگہ رہنا سہنا - آپس کا لین دین - گھڑی گھڑی کی بول چال - پل پل کی ضرورتین - دراودی اس ملک کے اصلی باشندے اور ایرین بالکل اجنبی - اُن کی زبان اَور - اور ان نئے حاکمون کی زبان سنسکرت - اب ہم سمجھ سکتے ہین کہ ایسی خاص حالت مین دونون قومون کے آدمی آپس کے بیوہار اور کاروبار کے لیئے ایک دوسرے کی زبان کے لفظ اپنی زبان کے ساتھ ملاکر بولنے لگے - دو قومون کے ربط ضبط کا ہمیشہ یہی نتیجہ ہوا ہے - کام چلانے اور گذارہ کرنے کے لئے ضروری ہی زبان کو ملاکر بولنا پڑتا ہے - بہت سی چیزون کے نام ایرین لوگ اپنے ساتھ لائے تھے - دراودی قومون نے وہ نام اُن سے لیئے - اس ملک ہند مین آکر ایرین لوگون نے بہت سی نئی چیزین - نئی باتین - نئے دستور - نئے طریقے دیکھے - اُن کے نام اُنھون نے دراودیون سے لیئے ہون گے اور اُن لفظون کے رنگ روپ کو بدل کر اُنھین اپنی زبان مین شامل کرلیا ہوگا - یون عام لوگون مین ایک ایسی زبان مروّج ہوگئی جسے فاتح اور مفتوح - حاکم اور محکوم عام بول چال مین استعمال کرتے تھے اسی ملی جُلی زبان کا نام پراکرت تھا یا پراکرت کے معنی ہین "عام - قدرتی" چونکہ یہ قدرتی طور پر پیدا ہوئی اور بولی جاتی تھی اس لیئے اس کا نام پراکرت ٹھیک تھا - سنسکرت کے معنی "مانجھے ہوئے اور صاف کیئے ہوئے" کے ہین - یہ صاف کی ہوئی سنسکرت درباری - علمی اور کتابی زبان قرار پائی - اور اسی مین اُس زمانہ کے عالمون نے اپنی بڑی بڑی تصنیفین چھوڑی ہین - اب گویا بڑے بڑے اور خاص لوگون کی زبان سنسکرت ہوئی

اور پراکرت عام ملکی اور روزمرہ کی زبان ٹھہری اور دونون کی خاص حد بندھ گئی اور دونون مین خاص فرق ہو گیا یہ پہلی پراکرت تھی جو سنسکرت کے مقابلہ مین سادہ اور عام فہم زبان تھی اور ویدون کے زمانہ مین بولی جاتی تھی ۔

اب سنو کہ اس پراکرت مین اور کیا کیا تبدیلیان ہوئین - روزمرہ کے کام اور ہر وقت کے لین دین اور بات چیت کے لیئے پیچیدہ زبان استعمال نہین کرتے بلکہ چھوٹے چھوٹے لفظون اور آسان عبارتون سے کام لیتے ہین - اس لیئے اب آہستہ آہستہ پہلی پراکرت کی اصلی صورت بدلنے لگی اور زبان مین سادگی اور سلجھاؤ پیدا ہونے لگا - اور سیکڑون برس تک اس سلجھاؤ کا کام جاری رہا اتنے مین بودھ مذہب کے بانی شاکیامنی مگدھ دیس یعنی بہار کے علاقہ مین پانسو تینتالیس [۵۴۳] برس قبل سنہ عیسوی پیدا ہوئے - اُس وقت پراکرت کی بہت علامتین اور نشانیان اور پیچیدگیان جو سنسکرت سے ملتی تھین دور ہو گئی تھین اور جگہ جگہ کی پراکرت اور قطعہ قطعہ کی بولی الگ الگ تھی - اس پراکرت زبان کی خاص چار [۴] قسمین تھین (۱) پشاچی (۲) مہاراشٹری (۳) ماگدھی (۴) شورسینی - یہ دوسری پراکرت تھی - شاکیامنی یا بُدھا نے مگدھ کی پراکرت مین وعظ شروع کیا - مگدھ کو آجکل بہار کہتے ہین - اسی زمانہ مین جین مت کے بانی مہابیر نے بھی اپنے مذہب کو پھیلایا اور ماگدھی مین اپنی تصنیفین چھوڑین - عورت - مرد - بچے - بوڑھے امیر - غریب - پڑھے - انپڑھے سب کی یہی زبان تھی - بُدھا کے مذہب نے بہت ترقی کی اور تھوڑے ہی برسون کے اندر دھرم - راج - دستور - رسم و آئین سب بدل گئے

ماگدھی درباری - عدالتی اور کتابی زبان ہوگئی اور طرح طرح کی تصنیفین اس مین ہونے لگین - کتب خانے اس زبان کی کتابون سے بھر گئے اور بودھ مذہب کی بدولت اس نے بڑی رونق اور عزّت حاصل کی یہان تک کہ ماگدھی بولنے والون کا یہ بھی دعویٰ ہوا کہ ہماری زبان اور زبانون اور سنسکرت کی مان ہے - خدا کی شان کہ وہ زبان جو پہلے عام ملکی بولی تھی اس وقت سنسکرت کو پیچھے ہٹا کر آپ سلطنت کی گدی پر بیٹھ گئی اور سارا راج پاٹ سنبھال لیا اور کوئی تیرہ سَو برس تک اپنا جلوہ دکھاتی رہی - یہی ماگدھی بودھ مذہب کے راجاؤن کے عہد مین پالی کھلائی اور اسی مین مہاراجہ اشوکا کے فرمان میناروں اور سلون اور لاٹون پر کھدے پائے جاتے ہین - جب تک بودھ مذہب والون کا زور رہا سنسکرت زبان کی بے قدری رہی اور برہمن دبے رہے -

آخر چھٹی صدی عیسوی سے راجہ بکرماجیت کی بدولت برہمنون اور سنسکرت نے زور پکڑنا شروع کیا اور ؁ کے شروع مین **شنکر اچارج** کی برکت سے برہمنون نے بودھ مذہب پر فتح پائی اور سنسکرت کی بہار شروع ہوئی دوسری پراکرت کا زمانہ یون ختم ہوا - مگر تو بھی لوگون کی زبان یہی **دوسری پراکرت** رہی گو سنسکرت اب پھر علمی اور درباری زبان ہوگئی - اب رفتہ رفتہ یہ پراکرت بھی اپنی صورت بدلنے لگی اور ؁ تک پہنچتے پہنچتے اُس نے وہ رنگ و روپ پالیا جو پرانے زمانہ کی ہندی سے ملتا ہے ؁ سے ؁ تک **تیسری پراکرت** کا زمانہ ہے - اس مین سنسکرت کے اور پراکرتون کے لفظ بدلتے بدلتے

اُس صورت مین ہو گئے جس مین اب وہ ہندی مین اکثر دکھائی دیتے ہین۔

ہم نے پہلے بتایا کہ دوسری پراکرت مین خاص چار قسمین تھین یعنی پشاچی مہاراشٹری۔ ماگدھی۔ سورسینی۔ پشاچی سے ہمین زیادہ مطلب نہین۔ مہاراشٹری سے مراٹھی زبان نکلی۔ ماگدھی پراکرت بگڑ کر اور بدلکر مشرقی ہندی ہوئی جیسے بہار اور بنارس کی طرف بولتے تھے۔ سورسینی سے برج بھاشا نکلی جو دہلی متھرا۔ آگرہ اور اُن کے گرد و نواح مین بولی جاتی تھی یہی **برج بھاشا ہماری اُردو زبان کی مان ہی** اور محمود غزنوی کے زمانہ مین دہلی اور آگرہ کے اطراف مین مروّج تھی۔ اسی پر فارسی اور عربی کا وہ اثر ہوا جو آج تک دکھائی دیتا ہی۔ فارسی اور عربی کا اثر یہان کی اور دیسی زبانون پر بھی ہوا جو پراکرت سے نکلی تھین۔ مگر برج بھاشا پر اسلامی فاتحون کا ایسا گہرا رنگ چڑھا جسے زمانہ مٹا نہ سکا۔ یہ بھاشا کم سے کم **نوسو برس سے چلی آرہی ہی** اور کروڑون اسکے بولنے والے ہین۔ نوسو برسون نے کچھ نہ کچھ تراش چھانٹ اور کمی و بیشی اسمین کی ہے۔ پر اس کا عام حُلیہ اور پنجر وہی ہے جو گیارھوین صدی کے شروع مین تھا۔ اس بھاشا کے سب سے سرگرم اور زبردست حامی راجپوت تھے جو بودھ مذہب والون اور برہمنون کے زوال کے بعد عنقریب سارے ہندوستان پر قابض اور حکمران ہو گئے۔ نوین صدی عیسوی سے ان کا عروج شروع ہوا اور دو سو برس کے اندر دہلی۔ قنوج۔ اجمیر۔ گجرات۔ مالوہ۔ میواڑ۔ بہار۔ بنگالہ اور کچھ دکن کے حصہ کے یہ مالک ہو گئے۔ انھون نے اپنی ریاستون کو خوبصورت مکانون اور عالیشان مندرون

سے بھر دیا۔ ان کی بہادری شان و شوکت اور حب الوطنی کے افسانے اور گیت اب تک موجود ہین۔

# تیسرا باب

## ملکِ ہند مین مسلمانون کا دخل

اب ہم یہ دیکھین کہ اس ملک مین مسلمان کب اور کس طرح آئے۔ سب سے پہلے ۷۱۲ء مین بابل کے حاکم حجاج نے محمد قاسم کو ایک فوج دیکر سندھ کیطرف روانہ کیا تاکہ داہر کو جو اسوقت سندھ کا برہمن راجہ تھا سزا دے۔ داہر نے ایک عربی جہاز کو کراچی کے قریب لوٹ لیا تھا۔ محمد قاسم نے داہر کو شکست دی اور اُس کا سر خلیفہ ولید کے پاس بھیج دیا۔ اور چند برسون کے اندر سارا سندھ اور ملتان عرب کی سلطنت مین داخل کر لیا۔ یہ ملک اُس وقت سے لیکر پورے تین سو برس تک مسلمان حاکمون کے قبضہ مین رہے اور ۱۰۱۱ء مین محمود غزنوی کے تحت مین آئے

محمود غزنوی کے حملے اور فتوحات نہایت مشہور ہین۔ پنجاب اُس وقت برہمن شاہی خاندان کے راجاؤن کے ہاتھ مین تھا محمود نے اپنے متواتر حملون سے سندھ اور پنجاب کو فتح کر کے اپنی سلطنت مین شامل کر لیا اُس نے پچیس برس کے اندر سترہ حملے کیے اور شمالی ہند کی دولت سے اپنے دار الحکومت غزنی کو دُلھن کی طرح آراستہ کیا۔ اس کا یہ حال تھا کہ جدھر جاتا دشمن پر پانی پھیرتا چلا جاتا اور تاخت و تاراج اور لوٹ مار

کر کے اپنے ملک کو لوٹ جاتا۔ وہ علوم و فنون کا مربّی تھا اور اُس کے دربار مین شاعرون
اور اہل کمال کا جمگھٹا رہتا تھا۔ ہندوٗن پر اس کا اثر یہ ہوا کہ انھین مسلمانون کے نام
سے دہشت اور نفرت ہو گئی۔ محمود کے انتقال کے بعد اسکی عظیم الشان سلطنت کچھ
عرصہ کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ تو بھی پنجاب برابر مسلمانون کے قبضہ مین رہا۔ آخر
سنہ ۱۱۸۶ع مین شہاب الدین محمد غوری نے پنجاب کو محمود کے خاندان سے لے لیا اور
غزنویون کو خاک مین ملا دیا۔ ہند کی حالت اُس وقت نازک اور افسوسناک تھی
بنگالہ۔ قنوج۔ بندیل کھنڈ۔ مالوہ۔ اور گجرات وغیرہ مین ہندو ریاستین تھین جو آپس مین
ایک دوسرے کی دشمن تھین۔ دہلی اور اجمیر کے علاقون مین پرتھی راج کی
حکومت تھی۔ ان جھگڑون اور نفرقون کو دیکھ کر شہاب الدین محمد غوری کو ہمت ہوئی
کہ دہلی پر فوجکشی کرے۔ سنہ ۱۱۹۱ع مین تو اس نے شکست کھائی مگر سنہ ۱۱۹۲ع مین پرتھی راج
کو شکست فاش دیکر دہلی۔ اجمیر۔ قنوج۔ گوالیار۔ گجرات۔ کالنجر۔ بنارس اور
بہار کو بھی اُس نے اپنی سلطنت مین ملا لیا۔ اب راجپوتون کا زور اور حوصلہ ٹوٹ
گیا اور ہند مین ہمیشہ کے لیے مسلمانون کے قدم جم گئے۔ جب محمد غوری سنہ ۱۲۰۶ع مین
مارا گیا تو اُس کے سپہ سالار قطب الدین ایبک نے دہلی کے تخت پر قبضہ کر لیا۔
یون مسلمانون کی پہلی خود مختار سلطنت ہند مین قائم ہوئی اور بادشاہ خود اسی
ملک مین رہنے لگا۔ اب مسلمانون کا زور دن بدن بڑھنے اور ان کا اثر پھیلنے لگا۔
سنہ ۱۲۰۶ع سے سنہ ۱۵۲۶ع تک حکومت کا یہی سلسلہ قائم رہا۔ اتنا فرق ضرور ہوا کہ آج کوئی
خاندان تخت و تاج کا مالک ہے اور کل کوئی۔ آئے دن ہنگامۂ جنگ اور معرکۂ رزم رہتا تھا۔

زبردست نہال ہو جاتے تھے اور زیردست پامال۔ اور ایک بات یہ بھی ہوئی کہ دور دور تک ہندو ریاستیں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔ جب دہلی میں کوئی زبردست بادشاہ ہوتا تو یہ ریاستیں اُس کی مطیع ہو جاتیں اور جب موقعہ ملتا تو آزاد ہو جاتی تھیں۔ اس زمانہ میں ہندوؤں پر تو ہمیشہ آفت ہی ٹوٹتی رہتی تھی۔ جب قعہ ملتاان کے مندر اور شوالے توڑے جاتے اور اُن کی عورتیں لونڈیاں اور اُن کے مرد مارے یا غلام بنائے جاتے تھے۔ اسی وجہ سے اس زمانہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کا میل جول دامن چولی کا سا نہ ہوا۔ یہاں یہی حال تھا کہ ۱۵۲۶ء میں بابر نے جو تیمور کے خاندان سے تھا پانی پت پر دہلی کے بادشاہ ابراہیم لودھی کو شکست دی اور ہند میں سلطنت مغلیہ کی بنیاد ڈالی۔ اُس کے جانشینوں کے عہد میں مغلوں کی سلطنت کو وہ جاہ و جلال نصیب ہوا جو اُن کے پہلے ہند میں کبھی کسی مسلمان طاقت کو حاصل نہ ہوا تھا۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان۔ اورنگ زیب ایسے نام ہیں جو قیامت تک روشن رہیں گے۔ لیکن اِس زبردست خاندان کو بھی رفتہ رفتہ زوال ہوا اور ۱۸۵۷ء میں تیموری خاندان کی بادشاہت کا چراغ گُل ہو گیا۔ یوں مسلمانوں نے پورے ساڑھے چھ سو برس تک ہند میں سلطنت کی اور چاروں طرف اپنے تسلّط اور اقتدار کی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ ان کی شان و شوکت اور عزم و استقلال اور حشمت و شکوہ کا حال نہایت ہی دلچسپ اور عبرت انگیز ہے پر وہ چیز جو سب سے زیادہ ہمیں اُن کی باتیں یاد دلائے گی اور قیامت تک اُن کے نام کو زندہ اور روشن رکھے گی وہ اُردو زبان ہے۔ یہ اُن کی فصاحت کے باغ

کا وہ رنگین پھول ہی جو سدا لہلہاتا ہی رہے گا۔ یہ اُن کی سخن پروری کا وہ چراغ ہی جو ہمیشہ چمکتا ہی رہے گا۔ قومین آئین گی اور چلی جائین گی۔ سلطنتین قائم ہونگی اور مٹ جائین گی پر ہماری اُردو زبان کے اقبال کا دور ہرگز کبھی ختم نہ ہوگا اور اس کے گلشن مین خزان کی آمد نہ ہوگی۔

# چوتھا باب

## مسلمان بادشاہون کی زبان

محمود غزنوی اور اُس کے سپاہی ایک طرح کی فارسی بولتے تھے۔ جس مین بہت سے ترکی کلمے مین بھی داخل ہوگئے تھے۔ اسی طرح محمد غوری اور اُس کے لشکر کی زبان بھی یہی فارسی تھی۔ غزنی محمود کا دارالسلطنت تھا اور وہان شاہی دربار مین عالمون اور شاعرون کا جمگھٹا رہتا تھا۔ جب قطب الدین ایبک نے ۱۲۰۶ء مین خودمختاری حاصل کرلی اور دہلی کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا تو یہ شہر فارسی بولنے والون کا مرکز بن گیا۔ اب بادشاہ اور اس کی فوج یہان ہی رہنے لگی۔ فارسی علمی۔ درباری اور کتابی زبان تھی اور فوجی۔ ملکی اور عدالتی کارروائیان اسی مین ہوتی تھین۔ بھاشا کی نسبت اس مین زیادہ شیرینی اور صفائی تھی اور اس کے حروف بھی ہندی حروف کے مقابلہ مین خوشنما تھے لہٰذا بہت جلد یہ زبان اس ملک مین مانوس ہوگئی اور بھاشا نے اِس کے اثر کو خوشی خوشی قبول کیا۔ چونکہ اس زبان پر

پہلے ہی عربی کا بہت بڑا اثر ہو چکا تھا اس لیئے اس کی تھوڑی سی کیفیت یہان لکھنی ضروری ہی۔ اس کتاب کے پہلے باب مین یہ بتایا گیا ہے کہ جو ایرین اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر مشرق کی طرف روانہ ہوئے اُنمین سے ایک جتھا ایران مین گیا اور دوسرا ہندمین آیا۔ یہی ایرین ایران مین جاکر ایرانی کہلائے اور ہند مین آکر ہندو۔ یہ بھی بتایا جاچکا ہے کہ قدیم ایرانی زبان اور سنسکرت آپس مین بہت زیادہ ملتی ہین کیونکہ یہ دونون ایک ہی دادا کی اولاد ہین۔ اس کا بھی بیان ہو چکا کہ سنسکرت سے بہت سی دیسی زبانین پیدا ہوئین مثلاً کشمیری۔ پنجابی۔ گجراتی۔ ہندی اُردو۔ مراٹھی۔ بنگلہ وغیرہ۔ اور یہ سب آج تک بولی جاتی ہین اور روز بروز اُنمین ترقی ہے اور اُن کے بولنے والونکا شمار بڑھتا جاتا ہے۔ اب سُنو کہ قدیم ایرانی زبان پر جو سنسکرت کی بہن ہی کیا کیا گذرا۔

جب ایرین لوگون نے سارے ایران پر قبضہ کرلیا اور حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی تواُن کی زبان اور اُن کے مذہب نے بھی اُن کے ساتھ بڑا فروغ پایا انکی مقدس کتاب کا نام ژند یا ژنداوستا ہی۔ ژند کی زبان سنسکرت سے بہت ملتی ہے۔ سیکڑون برس تک ایرانی بادشاہون نے بڑی شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی۔ لیکن جب سنہ ۳۳۱ قبل عیسوی مین سکندر اعظم نے ایران کو فتح کرکے اپنی قلمرو مین شامل کرلیا تو ژند کی قدر جاتی رہی اور ایرانیون کے لیئے مصیبت کے دن شروع ہوئے۔ قریب پانسو برس تک وہ دبے رہے اور غیر قومون کی خدمت اور اطاعت کرتے رہے۔ ان پانسو برسون مین اُن کی زبان

بہت کچھ بدل گئی۔ پُرانے محاورے اور زبان اور قواعد کی بہت سی باتین دور ہوگئین اب لوگ ایک سادہ اور بدلی ہوئی زبان بولنے لگے جسمین کچھ تھوڑی بہت ملاوٹ غیر زبانون کی بھی تھی۔ اس کا نام پہلوی تھا اور یہ قدیم ایرانی زبان کی بیٹی تھی۔ اتنے مین پھر زمانہ کی گردش نے ایرانیون کو ملک کا مالک بنا دیا ۲۲۶ء مین ساسانیون کی بدولت نئے سرے ایرانیون کا غلبہ ہوا اور پہلوی اُن کے دربار اور مُلک کی زبان بنی۔ چار سَو برس تک یہی حالت رہی علوم و فنون۔ مذہب اور حکمت کی کتابین پہلوی زبان مین لکھی گئین اور قدیم زمانہ کی کتابین جمع کی گئین مگر زمانہ نے ایک دفعہ پھر چکر کھایا اور ۶۳۶ء مین عرب لوگون نے قادسیہ کے میدان پر ایرانیون کو شکست فاش دی اور چند برسون کے اندر سارے ملک کو اپنے قبضہ مین کرلیا۔ ایرانی اب ایک بالکل نئی قوم کے مطیع ہوئے اور اس نئی قوم کے ساتھ ایک بالکل نیا مذہب اور نئی زبان مُلک مین آئی۔ یہ نیا مذہب اسلام تھا اور یہ نئی زبان عربی۔ اسلام نے اُس ملک مین ایسی جڑ پکڑی کہ سَو برس کے اندر وہ عنقریب ساری قوم کا مذہب بن گیا۔ جن ایرانیون کو اسلام لانا منظور نہ ہوا وہ اپنی جان اور ایمان لے کر ہند کی طرف بھاگے اور بندر سورت اور گجرات مین آکر پناہ لی۔ یہی وہ لوگ ہین جو اَب پارسی کہلاتے ہین۔

جب اسلام سارے مُلک مین پھیل گیا تو لازمی تھا کہ عربی زبان بھی چارون طرف اپنا رنگ جمائے کیونکہ یہ حاکمِ وقت کی زبان تھی اور حاکمون کی

زبان مین عجیب شان ہوتی ہے چنانچہ عربی زبان بنکر مسندِ عدالت اور تخت سلطنت پر بیٹھی اور پہلوی کو لونڈی کا درجہ ملا۔ بڑا خوف تھا کہ جس طرح اسلام نے ایران کے پُرانے مذہب کو وہان سے اُڑایا۔ عربی زبان بھی پہلوی کا نام ونشان مٹائے لیکن ایرانیون نے مذہب تو بدلا پر اپنی زبان نہین بدلی۔ عربی زبان لوچ اور فصاحت سے بھری ہے اور ایرانیون نے بڑے شوق سے اُسے سیکھا۔ مگر اپنی مادری زبان نہین چھوڑی بلکہ عربی کے لفظون کو بڑی خوبی کے ساتھ اپنی زبان مین نگینے کی طرح جڑ دیا۔ عربی لفظون کے داخل ہونے سے پہلوی مین بڑا لطف اور سُہانا رنگ پیدا ہوگیا۔ اور اُسی ملی جُلی لطیف اور رنگین زبان کو فارسی کہتے ہین اُسی فارسی نے آہستہ آہستہ ایسی شہرت اور مقبولیت پائی کہ محمود غزنوی کے زمانہ مین ایران۔ ترکستان اور افغانستان کی درباری اور علمی زبان کا درجہ رکھتی تھی محمود اور محمد غوری اسی زبان کو ہند مین اپنے ساتھ لائے اور قطب الدین ایبک کے عہد سے اسی زبان مین علمی مجلسین جمنے لگین۔ سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانہ مین ایسی مجلسون کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ اس فرخندہ آثار بادشاہ کے اوصاف وخصائل بہت اعلےٰ درجہ کے تھے۔ یہ ۱۲۶۵ع مین تخت نشین ہوا اور اکیس برس تک اس نے کارہائے سلطنت کو بڑی سنجیدگی اور فہم وانصاف کے ساتھ انجام دیا۔ گو اس کے زمانہ مین ہندوٗن کو معزز عہدون کا ملنا بند ہوگیا تاہم اُس نے کبھی اپنی رعایا پر ظلم نہین کیا۔ اس کے عہد مین دہلی کو وہ شان و شوکت حاصل ہوئی کہ باہر کے سلاطین اس کی دوستی کو اپنا فخر سمجھتے تھے۔

اُسی زمانہ مین وسط ایشیا مین مغلون نے عجیب کہرام مچا رکھا تھا۔ اُن کے متواتر حملون نے سلطنتون کو برباد کردیا اور مسلمانون کے لیے قیامت پیدا کردی۔ بہت سے بادشاہون اور شاہزادون نے بھاگ کر ہند مین بلبن کے ہان پناہ لی۔ یہان اُن کی بڑی قدر ہوئی اور وہ اکثر دربار مین موجود رہتے تھے۔ بلبن اور اُس کا بڑا بیٹا سلطان محمد علم و ہنر کے نہایت شوقین اور ارباب علم و فضل کے بڑے قدردان تھے۔ محمود و سنجر کے دربار مین تو کہیا اہل دانش اور باکمال کا جمگھٹا تھا جیسا بلبن کے دربار مین تھا۔ امیر خسرو اور امیر حسن علا سنجری ان ہی کے دربار کے روشن ستارے تھے۔ اِن کی غزل خوانی اور نواسنجی نے دہلی کو رشکِ شیراز اور ہمپلۂ اصفہان بنا دیا تھا۔

جلال الدین فیروز شاہ اور سلطان علاء الدین جو خلجی خاندان کے بادشاہ تھے عُلمار و فضلار اور دیگر صاحب کمال کو ہمیشہ انعام و اکرام دیتے اور انکی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ اسی طرح غیاث الدین تغلق اور اُس کے جانشینون کے عہد مین عالمون اور شاعرون کی بڑی آؤبھگت رہی۔ غرض کُل افغان بادشاہون کے زمانہ مین برابر دربار اور مُلکی امور مین فارسی زبان کا زور رہا۔

سولھوین صدی مین جب بابر نے ہند مین افغانی بادشاہت کی جگہ سلطنت مغلیہ قائم کی تو اُس وقت بھی چارون طرف فارسی ہی کا دور دورہ تھا اور مغلون کے دربار اور فوج کی یہی زبان تھی۔

# پانچوان باب

## ہندی پر عربی اور فارسی زبانون کا اثر

ہم دوسرے باب مین بتا چکے ہین کہ آگرہ۔ متھرا اور دہلی مین اور انکے گرد و نواح مین بھاشا بولی جاتی تھی۔ اور یہ بھاشا سنسکرت اور پراکرت سے نکلی تھی۔ یہ خیال کہ ہندی کے لفظ یون ہی اتفاق سے مسلمانون کے زمانہ مین اور اُن ہی کی صحبت مین پیدا ہوگئے بالکل غلط ثابت ہوا۔ ہم خود عقل سے یہ فیصلہ کرسکتے ہین کہ جب شمال کی طرف سے مسلمان بادشاہون نے گیارھوین صدی عیسوی مین ہند پر حملے شروع کردیے۔ اُس وقت ہندؤن کی ضرور کوئی خاص زبان ہوگی جسے راجا اور پرجا دونون بولتے ہون گے اور جس مین ہر طرح کی کارروائی ہوتی ہوگی۔ ہندؤن کی زبردست ریاستین اُس وقت موجود تھین اور مالوہ گجرات۔ بندیلکھنڈ۔ قنوج وغیرہ مین اُن کے بڑے بڑے مہاراجہ حکومت کرتے تھے۔ آزادی۔ راج پاٹ۔ عیش و آرام سب کچھ انھین حاصل تھا۔ اور لوگ باگ کوئی نہ کوئی زبان بولتے ہون گے پس وہ کون سی زبان تھی جسے سب بولتے تھے؟ یہ زبان سنسکرت اور پراکرت کی بیٹی بھاشا تھی جو دہلی کے اطراف مین چارون طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اور یہ ہم جانتے ہین کہ زبان سیکڑون برس مین پھیلتی اور خاص شکل و

صورت اختیار کرتی ہے - یون ہی بھاشا مین صدیون کی تیاری دکھائی دیتی ہی اوراسی بھاشا پر عربی اور فارسی کا اثر پڑا -

شروع مین یہ اثر ذرا کم تھا - اس کا سبب یہ تھا کہ مسلمان بادشاہ ہند مین آتے اور لوٹ مار کر کے پھر افغانستان کی طرف چلے جاتے تھے - محمود غزنوی کے ستر۱۷ہ حملے مشہور ہین - وہ طوفان کی طرح آتا تھا اور اپنا کام کر کے پھر غزنی کو لوٹ جاتا تھا - اس کے جانشینون کے عہد مین اکثر مار دھاڑ رہی - محمد غوری کے زمانہ مین بھی یہی حال رہا - جب ۱۲۰۶ع سے دہلی مین مسلمان بادشاہی شروع ہوئی تو پھر ہر طرف اور ہر وقت جنگ کی تیاریان رہنے لگین پہلے تو پچاس ساٹھ برس مین مُلک پر آفت آیا کرتی تھی - اب خانہ جنگی اور بے اطمینانی دن رات کی مہمان ہو گئی - ابھی ایک خاندان تخت پر بیٹھا ہی ابھی دوسرا - آج مالوہ پر چڑھائی ہے تو کل گجرات پر - ادھر افغان امراء آپس مین خونریزی کر رہے ہین - اُدھر شمال کی طرف غنیم کو روکنے کے لیئے فوج بھیجی جا رہی ہے - اسی زمانہ مین ایشیا مین عجیب کُہرام مچا ہوا تھا - چنگیز خان کا دور تھا اور سارے ایشیا مین کھلبلی تھی وہ اپنی لاکھون لاکھ سپاہ کو لیکر اِدھر اُدھر سلطنتون کو اُجاڑتا اور نیست و نابود کرتا پھرتا تھا - خاصکر ملک فارس اور بغداد کی طرف ہر دم کا فتنہ و فساد تھا - نہ جان کی خیریت تھی نہ مال کی - نہ بادشاہ کی سلامتی تھی نہ رعایا کی - عالم و فاضل اپنا اپنا وطن چھوڑ کر بھاگے چنانچہ غیاث الدین بلبن بادشاہ دہلی کے دربار مین جس نے ۱۲۶۵ع سے

۱۲۸۷ سنہ ع تک حکومت کی۔ اُور اُور مُلک کے پندرہ بادشاہ اور بہت سے عالم وفاضل جمع تھے۔ پس یہ زمانہ گویا خون کا زمانہ تھا۔ بھلا ایسے حال میں جب سب کو جان اور مال کی پڑی تھی۔ زبان کی طرف کس کا خیال ہوتا؟ ہندو اپنے راج پاٹ اور گھر بار کو سنبھالتے یا بھاشا کی خبر لیتے؟ یہاں تو ہند کے میدان خون سے رنگین تھے۔ زبان کی رنگینی کی طرف کس کی توجہ ہو سکتی تھی؟ صاف ظاہر ہے کہ ایسے حال میں بہت کم کتابیں تصنیف ہوئی ہون گی اور جو کچھ ہوئیں بھی وہ فارسی میں۔ ہندوؤں کو اگر چین ملتا تو کچھ کر گذرتے۔

تاہم ایک بات تو ضروری ہوئی کہ مسلمان فاتحوں کی زبان کا اثر بھاشا پر ہونے لگا۔ اور یہ اثر خصوصاً اُس وقت سے زیادہ ہوا جب محمود غزنوی نے ہند پر حملے شروع کر دیئے۔ بے شک اس زمانہ کی کوئی بھاشا کی کتاب نہیں جس سے ہم اس اثر کا اندازہ کریں۔ پر یہ ناممکن ہے کہ کوئی قوم ہند پر سترہ حملے کرے اور پھر بھی یہاں کی زبان پر اُس کا کوئی اثر نہ ہو۔ محمد غوری اور پرتھی راج کے زمانہ کی ایک کتاب ہے اُس میں ہم دیکھتے ہیں کہ عربی اور فارسی کے بہت سے لفظ بھاشا میں آ گئے تھے اور اُن کا استعمال خود پرتھی راج کے دربار میں ہوتا تھا۔ افغان بادشاہوں کے زمانہ میں عربی اور فارسی کا اثر اور زور کے ساتھ ہونے لگا کیونکہ اُنھوں نے ہندوستان کو اپنا گھر بنا لیا تھا۔ تو بھی آئے دن کی سازشوں اور لڑائیوں اور فاتحوں اور مفتوحوں کی سخت نفرت و عداوت کے سبب سے وہ اثر ایسا نہوا کہ بھاشا کی رنگت کو بالکل بدل دے۔ اتنا ضرور ہوا کہ

کام چلانے کو عربی اور فارسی کے لفظ بھاشا مین ملاکر بولنے لگے۔

اس بات کو سب تسلیم کرتے ہین کہ زبان کی ترقی اُس وقت بڑے زور کے ساتھ ہوتی ہے جب اُس مین مذہب کو دخل ہوجاتا ہے۔ ویدون کی بدولت دیکھو سنسکرت کا کیا فروغ ہوا۔ بودھ مذہب کے سبب سے پراکرت نے کیا رنگ دکھایا قرآن نے عربی کا کیا درجہ بنایا۔ بیبل نے انگریزی مین کیسی رونق پیدا کردی۔ اسی طرح پندرھوین اور سولھوین صدیون مین ایک بڑی مذہبی تحریک پیدا ہوئی۔ مسلمانون سے پہلے ہند مین خاصکر دو نسل کے آدمی تھے یعنی ایرین اور دراوڑی۔ ایرین حاکم تھے اور دراوڑی اُن کے محکوم۔ برہمنون سے ایک ساتھ رہتے تھے دراوڑی قوم پر ہندؤن کا ایسا اثر ہوا کہ اُنھین سے عنقریب سارے ہندو مذہب کو ماننے لگے۔ جب مسلمان یہان آئے تو اپنے دین کو ساتھ لائے اور شروع مین ان دونون مین نہایت سخت عداوت تھی ہندو مسلمانون کو شودر سمجھتے اور مسلمان ہندؤن کو کافر اور بت پرست کہتے تھے۔ مگر جب مسلمان یہان جم گئے اور ملک ہند کو اپنا وطن ماننے لگے اور ہندؤن کی طبیعت اور دینی رسوم سے واقف ہوگئے اور اُدھر ہندو بھی اُن کے مزاج اور خصلت کو پہچان گئے تو نفرت اور سختی کے بجائے کچھ کچھ دوستانہ قائم ہونے لگا۔ اب چند ایسے لوگ بھی پیدا ہوگئے جنھون نے یہ چاہا کہ کوئی ایسا طریق نکالین جو ہندو اور مسلمان دونون کے نزدیک اچھا اور مرغوب ہوتا کہ ہندو اور مسلمان دونون اُس طریق پر چلکر ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئین چنانچہ پندرھوین صدی مین کبیر نے اور سولھوین صدی مین گرو نانک نے اس طرح کی کوشش کی۔ اور

اپنی پاکیزہ زندگی اور محبت آمیز کلام سے ہزارون چیلے بنائے ایک نے کبیر پنتھ اور دوسرے نے سکھ مذہب کو قائم کیا۔ یہان ہمین اُن کے کلام سے مطلب ہے۔ دونون نے اپنا دینی کام ہندی زبان مین کیا۔ مگر اُس ہندی مین سیکڑون لفظ عربی اور فارسی کے ہین۔ اور اُنکی ہندی بھی وہ ہندی ہے جسے ہر کوئی آسانی سے سمجھ لے گا۔ اِس زبان کا نمونہ ہم آگے دین گے۔ یہان اتنا یاد رکھنا چاہیئے کہ ان دونون بزرگون کی برکت سے اُس وقت کی زبان کو پورا پورا رواج ہو گیا۔ اور عام فہم اور فارسی ملی ہوئی ہندی پنجاب سے لیکر بنگالہ تک پھیل گئی۔

پندرھوین صدی کے آخر مین جب سکندر لودھی دہلی کا بادشاہ تھا ہندوؤن کو فارسی پڑھنے کا شوق ہوا۔ اب تک شائستہ اور مہذب ہندو فارسی کو نفرت کی نظر سے دیکھتے آئے تھے اسی لیے اُسکا مطالعہ نہین کیا۔ رفتہ رفتہ جب نفرت اور عداوت کم ہوئی تو سب سے پہلے کایستھون نے فارسی پڑھی اور شاہی دفتر مین داخل ہوئے۔ پھر کیا تھا؟ اب تو رستہ کھل گیا اور پڑھے لکھے ہندو فارسی کے لفظ اور محاورے بے دھڑک بھاشا مین ملا کر بولنے لگے اور عورت اور مرد اور بچہ بچہ کی زبان سے چارون طرف وہ عبارتین سنائی دینے لگین جن مین عربی اور فارسی کے لفظ بھرے تھے۔

اتنے مین ۱۵۲۶ء سے افغانون کی جگہ مغلون کا تسلط ہو گیا۔ بابر اور ہمایون کے عہد مین تو بہت کچھ بد انتظامی رہی مگر اکبر کے زمانہ سے امن شروع ہوا۔ اکبر بادشاہ ہر طرح سے قابل تعظیم ہے۔ وہ بڑا بہادر اور سمجھدار تھا

اور اُس کے مزاج میں بہت بڑی ملنساری اور ہمدردی تھی۔ اُس نے ہندوؤں کے دلوں میں اپنی دلیری کی بھی دھاک جمائی اور اپنی محبت کا بھی سکہ بٹھایا اور مصلحت جانکر ڈاڑھی منڈوادی اور ہندو مہاراجوں کی طرح کھڑکی دار پگڑی باندھ لی۔ محل میں ہندو شہزادیاں آگئیں۔ دربار میں ہندو وزیر اور مشیر بنے۔ اکبر نے ان کا دل یہاں تک ہاتھ میں لیا کہ وہ سلطنت مغلیہ کے سب سے بڑے جاں نثار محافظ بن گئے۔ اس میل جول سے زبان کو بھی ترقی ہوئی اکبر کے دربار میں ہر قسم کے عالم۔ فاضل اور شاعر جمع تھے۔ اور بادشاہ کو سب سے محبت تھی اور سب کا لحاظ تھا۔ ہندو شہزادوں کے ساتھ رہکر مسلمانوں کو اب یہ شوق ہوا کہ سنسکرت پڑھیں۔ چنانچہ **فیضی** اور **خانخانان** نے سنسکرت زبان میں وہ غضب کی لیاقت پیدا کی کہ کئی مشہور کتابوں کا ترجمہ سنسکرت سے فارسی میں کر ڈالا نلدمن۔ راماین اور مہابھارت وغیرہ فارسی میں اُنھیں کی ترجمہ کی ہوئی ہیں۔ اس طرح آپس کا ربط ضبط روز بروز بڑھتا گیا اور مسلمان اور ہندو شیر و شکر ہوتے گئے۔

اکبر کا زمانہ تاریخی اعتبار سے نہایت سعید و قابل یادگار ہے۔ اُس کے دربار میں نو آدمی تھے جو نو رتن کہلاتے ہیں۔ اُن کے نام یہ ہیں۔ راجہ بیربل راجہ مان سنگھ۔ راجہ ٹوڈرمل۔ حکیم ہمام۔ مُلّا دوپیازہ۔ فیضی۔ ابوالفضل میرزا عبدالرحیم خانخانان اور تانسین۔ ان کی صلاح و مشورے اور حسن انتظام سے ملک میں چاروں طرف سینکڑوں برس کے بعد لوگوں کو امن و چین نصیب ہوا

اکبر نے اپنی اصلی طاقت اور قدرتی لیاقت کو ہندوؤن کے ساتھ جنگ مین تول لیا تھا اس لیئے کبھی وہ شمشیر سے کام لیتا کبھی تدبیر سے - ہندوؤن کے ساتھ ناطے رشتے بھی ایسے پیدا کیئے کہ ایک ہندو شاہزادی جہانگیر کی مان تھی اور ایک اسکی زوجہ - دربار مین ہر قسم کے لوگون کا اجتماع رہتا تھا - پادری - پنڈت - پارسی - چینی شیعہ اور سنی - سب پر بادشاہ کی نظر شفقت رہتی - شعرا اور اہلِ کمال کے ساتھ گویئے اور مطرب بھی برابر بیٹھے دکھائی دیتے - ہندوؤن اور ہندو مذہب کے ساتھ اُسے بڑی ہمدردی اور دلچسپی تھی - ہندو اس دلجوئی اور محکوم نوازی کو دیکھکر اس پر تن و دل سے قربان ہو گئے - اُدھر راجہ ٹوڈرمل نے یہ حکم نکالا کہ فارسی مین مال گذاری اور محصول کے حساب کتاب رکھے جائین - ہندو شوق سے فارسی سیکھنے اور اپنی فارسی لیاقت پر فخر کرنے لگے -

صدیون کے بعد جو ہندوؤن کو ایسی بے فکری اور امان حاصل ہوئی تو قومی دماغ نے بھی یک بیک نہایت نورانی اور موثر پیرایہ مین اپنا جلوہ دکھایا - کہان پہلے افغانون کے عہد مین مندر توڑے جاتے اور بتون اور پجاریون کی آفت آتی تھی - کہان اب ایسی مہربانی اور عدل و انصاف کہ ہندو جاتریون سے پیسہ بھی محصول نہین لیا جاتا - نتیجہ یہ ہوا کہ کہین تانسین بیٹھے الاپ رہے ہین کہین سُورداس جی بھجن گا رہے ہین - کہین تلسی داس راماین کو ہندی مین منظوم کر رہے ہین - بادشاہ کو جیسے موسیقی - مصوری - نقاشی - سنگ تراشی - اور فن عمارت کے مربی ہونے کا شوق تھا ایسے ہی کتابون کو جمع کرنے کا بھی تھا - چنانچہ اس کے کتب خانہ مین

کوئی چوبیس ہزار کتابون کا مجموعہ تھا جنکی قیمت کوئی سات کروڑ روپے کے قریب
تھی - اکبر اور مغل اُمراء کو باغ باغیچون کا بھی شوق تھا - لہذا جا بجا بڑی خوشنما
باڑیان دکھائی دینے لگین جن مین قسم قسم کے پھل اور میوجات کے درخت ہوتے -
امن - آزادی اور خوشحالی کا یہ عالم تھا کہ چارون طرف شاہی سڑکین اور پُل -
سرائے اور کوئے بنائے گئے اور کاشتکاری - دستکاری اور تجارت کو از حد
ترقی ہوئی -

ان سارے حالات پر غور کر کے ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہین کہ خاصکر اس عہد
مین اور اکبر کے بعد اُس کے جانشینون کے زمانہ مین عربی و فارسی الفاظ کا کثرت
کے ساتھ بھاشا مین داخل ہو جانا اور اس ملی جُلی زبان کا مانوس و مُروّج ہونا کسقدر
سہل اور ضروری تھا -

ان افغان اور مغل بادشاہون کے زمانہ مین بڑی بڑی تبدیلیان ملک
مین ہوئین اور رسم - دستور - دین - علوم و فنون - حکمت اور حکومت سب پر ان کا
اثر بجلی کی طرح دوڑ گیا - وہ اپنے ساتھ اس ملک مین نیا مذہب نئے خیالات - نئے
طریقے اور نئی زبان لائے - یہان کی قومین ایرین ہون یا دراودی ان نئے حکمرانون
کی نظر مین برابر تھین - اب ایک نئی دنیا تھی اور نئی روشنی کا زمانہ ہر چیز اور ہر بات
مین اب کچھ اور ہی لطف تھا اور اَور ہی رنگ - مسلمان حاکمون کی صحبت مین
رہکر یہان کے باشندون کا بھی کچھ اور ہی ڈھنگ ہونے لگا - لباس بدلا - ملنے
جُلنے کے قاعدے بدلے - رہنے سہنے کے طریق بدلے - ملکی قانون بدلا - یہان تک کہ

روزمرہ کی گفتگو کے لفظ و محاورے بھی بدل گئے اور بدلتے بدلتے سب کچھ ایسا بدلا کہ ایرانی - پٹھان اور مغل جو زبان بولتے ہوئے آئے تھے اُسے بھولنے لگے اور ہندوؤن کے ساتھ رہکر انکی بھاشا مین اپنی زبان کے لفظ ملا کر بولنے لگے اور ہندو بھی ساتھ چھ سو برس کی وزرات کی صحبتون مین رہکر اب اپنی اصلی دیسی زبان مین فارسی کی ملاوٹ کرنے لگے اور آخر مین حاکم و محکوم مسلمان اور ہندو دونون اُردو کو فارسی اور بھاشا کی جگہ استعمال کرنے لگے اور پھر اُردو نے یہان تک ترقی کی کہ ۱۸۳۵ء مین سرکاری دفترون مین فارسی کو ہٹا کر کونے مین کر دیا اور آپ اُس کی جگہ سنبھل کر بیٹھ گئی -

# چھٹا باب

## اُردو خاصکر چار زبانون سے ملکر بنی ہے

جب کوئی قوم کسی مُلک کو فتح کرکے اُس کو اپنا وطن بنا لیتی ہی تو اُس فاتح قوم کی زبان کا اثر مفتوح کی زبان پر ایسا ہوتا ہی کہ وہ فاتح کی زبان کے سیکڑون ہزارون لفظ اپنی زبان مین لے لیتے ہین - اور مفتوح کی زبان بدلکر ایک نئی شکل و صورت اختیار کر لیتی ہی -

اب ذرا سوچو کہ جب ایرین لوگ مُلکِ ہند مین آئے تو اُن کی زبان سنسکرت

کا یہان کے اصلی باشندون کی زبان پر کیا اثر ہوا ہوگا - ایرین حاکم تھے اور
دراودی محکوم - ایرین لوگون کو کوئی خاص غرض نہ تھی کہ اُس قوم کی زبان کو
سیکھنے کی کوشش کرین جسے اُنھون نے اپنا خادم بنایا اور شودر کا خطاب دیا
برعکس اس کے دراودی لوگون کو اپنے نئے آقاؤن کی خدمت بجالانے کے لیے اُنکی
زبان کو بھی سیکھنا پڑا اور سنسکرت کے بیشمار لفظ اپنی زبان کے ساتھ مِلانے پڑے
اُس زمانہ مین دراودی لوگ کچھ وحشیانہ حالت مین رہتے تھے اور چونکہ اُن کی
ضرورتین تھوڑی تھین اس لیئے اُن کی زبان کے لفظ بھی بہت ہی تھوڑے تھے ایرین
اِن اصلی باشندون کے مقابلہ مین شائستہ اور پڑھے لکھے تھے اور اُن کے
پاس ہر طرح کے مطلب کو ادا کرنے کے لیئے فصیح لفظون کا پورا ذخیرہ تھا اس لیئے
دراودی لوگون نے اُن ہی کی زبان سنسکرت کے لفظ لیکر اپنی زبان مین بھردیئے
اِسی ملی جُلی زبان کو پراکرت کہتے ہین - اس پراکرت مین سنسکرت کے لفظ اس
کثرت سے مِلائے گئے کہ پراکرت خود بھی ایک طرح کی بگڑی ہوئی سنسکرت معلوم
دینے لگی اور ان سنسکرت لفظون کی کثرت کے سبب سے پراکرت کو سنسکرت
کی بیٹی کہنے لگے - حق تو یہی ہی کہ اگر محض سنسکرت لفظون کا خیال کرین تو ماننا
پڑے گا کہ پراکرت دراودی زبان کی بیٹی نہین بلکہ سنسکرت کی بیٹی ہی -

اصلی واقعہ چاہے کچھ ہی کیون نہ ہو ایک بات ظاہر ہے کہ پراکرت مین
سنسکرت اور دراودی دونون زبانون کی ملاوٹ ہی پنڈتون نے
پراکرت زبان کے لفظون کو تین قسمون پر تقسیم کیا ہی پہلی قسم کو تتسم کہتے ہین -

تتسم سنسکرت کے وہ لفظ ہین جو پراکرت مین بھی اپنی اصلی صورت مین موجود ہین۔ دوسری قسم کو تدبھو کہتے ہین۔ تدبھو سنسکرت کے وہ لفظ ہین جنکی صورت پراکرت مین کچھ بدل گئی جیسے سنسکرت مین ہست ہاتھ کو کہتے ہین پراکرت مین ہتھ ہوا۔ اور وہی ہتھ ہندی مین ہاتھ بن گیا۔ تیسری قسم کے لفظون کا نام اُنھون نے دیسی رکھا ہے۔ دیسی لفظ سنسکرت سے کوئی لگاؤ نہین رکھتے۔ اَب ہم پوچھتے ہین کہ یہ دیسی لفظ پراکرت مین آئے تو کیسے آئے اور کہان سے آئے؟ عقل صاف کہتی ہے کہ یہ دیسی لفظ دراوڑی زبان کے لفظ ہون گے جو روزمرہ کی پراکرت مین داخل ہو گئے اور رفتہ رفتہ اپنے اصلی رنگ وروپ کو کھو بیٹھے چونکہ بھاشا پراکرت کی بیٹی ہی اس لیے بھاشا مین سنسکرت اور دراوڑی دونون زبانون کی آمیزش ہی۔

ہم یہ بھی بتا چکے ہین کہ جب عرب نے ایران کو فتح کیا تو ہزارون عربی لفظ فارسی مین داخل ہوگئے اور فارسی زبان کا جزو بن گئے۔ اور جب افغانون اور مغلون کے ساتھ اس مُلک مین فارسی آئی تو عربی کو اپنے ساتھ لائی۔ یہان آکر فارسی نے بھاشا مین اپنا تصرّف کیا اور بھاشا اور فارسی کی ملاوٹ سے اُردو زبان بنی پس اُردو درحقیقت سنسکرت۔ دراوڑی۔ فارسی اور عربی سے ملکر بنی ہی اَور زبان کے بھی چند یا تھوڑے سے لفظ اُردو مین پائے جاتے ہین پر وہ گنتی مین بہت زیادہ نہین اور اکثر اُن مین سے چیزون یا عہدون کے نام ہین۔ مغل سمرقند اور بخارا کی طرف سے آئے تھے اور یا تو ترکی بولتے یا ایسی فارسی استعمال کرتے تھے

جسمین بہت سے ترکی الفاظ تھے - مگر اُردو مین ترکی لفظ بہت کم داخل ہوئے - بیشک
ہماری زبان کا جو نام ہی وہ ترکی لفظ "اُردو" ہی اُردو شاہی فوج کے بازار کو کہتے تھے -
اور جہان یہ فوج رہتی تھی وہین اکثر سودا بیچنے والے اور خریدنے والے اپنی اپنی زبان
کے ساتھ دوسرے کی زبان کے لفظ ملا کر بولتے تھے - چنانچہ اب بھی جہان چھاؤنیان
ہین وہان یہی نقشہ ہی - چونکہ شاہی فوج کے بازار کو اُردوئے معلّٰی کہتے تھے اس لیئے
اس مخلوط زبان کو بھی جو بھاشا اور فارسی سے ملکر بنی تھی اُردو یا اُردوے معلّٰی
کہنے لگے - اس مین بھی کلام نہین کہ زبان اُردو کو مغل بادشاہون کی فوج نے
چارون طرف دور دور تک پھیلایا - کیونکہ یہ فوج آج یہان ہوتی اور کل وہان -
کبھی تو بنگالہ پر چڑھائی کرتی ہوتی کبھی دکن پر - ایک دن پنجاب مین دکھائی دیتی
تو دوسرے دن راجپوتانہ مین - اور جہان کہین یہ فوج گئی وہ اپنے ساتھ اُسی زبانکو
لے گئی جسے اُس نے فوجی بازار مین سُنا تھا -

اُردو مین تھوڑے سے لفظ فرنگستانی زبانون کے بھی شامل ہو گئے ہین مثلاً
کمرہ - بنگلہ - نیلام - مارتول یہ سب پرتگالی زبان کے لفظ ہین - ایسے ہی انگریزی کے
تھوڑے سے لفظ روزمرہ کی بولی مین داخل ہو گئے ہین جیسے اسٹیشن - ٹکٹ - ریل -
ڈپٹی کمشنر - پولیس وغیرہ - مگر ایسے لفظ بھی شمار مین تھوڑے ہین اور اکثر نام ہین -
انھین اُردو زبان کا لازمی جزو نہین قرار دے سکتے - زبان کا لازمی جزو وہ الفاظ ہین
جنمین ہم اپنے سارے جذبون - خیالون اور ضروریات کو ادا کرتے ہین - یون تو انگریزی
مین بھی کئی لفظ عربی - فارسی اور ہندی کے ہین اور وہ بھی اکثر نام ہین پر ہم ان

لفظون کو انگریزی کا جزو نہین کہہ سکتے۔ مگر اُردو اس طرح سنسکرت۔ دراودی۔
عربی اور فارسی لفظون سے ملکر بنی ہے کہ بولتے وقت ہمین ضرورہی اِن چارون
زبانون سے کام لینا پڑتا ہے۔ مثلاً گھر کو خوب صاف رکھو۔ شام کو تازی ہوا کھانے
اس سے کھانا ہضم ہوتا ہی۔ اس عبارت مین صاف اور ہضم دونون عربی لفظ ہین مگر
یہ اُردو زبان کے ایسے جزو ہین کہ اِن کی جگہ اور کوئی لفظ آہی نہین سکتے۔ اسی طرح
خوب۔ شام اور ہَوَا فارسی ہین اور تازی فارسی لفظ تازہ کا مؤنث ہی۔ ان فارسی
لفظون کے بجائے بھی کوئی اور لفظ نہین آسکتے۔ گھر اصل مین سنسکرت لفظ گرہ
ہے بگڑ کر گھر ہوا۔ کو دراودی ہے۔ رکھنا۔ کھانا اور ہونا غالباً دراودی مصدر ہین
اور اب ہندی الفاظ کہلاتے ہین۔ ایسے ہی ذرا اس عبارت کو دیکھو" وہ بہت
دنون سے بیمار ہے۔ اور علاج بھی مدّت سے ہو رہا ہے۔ پر اب تک کچھ فائدہ نظر
نہین آتا۔ حالت اسکی اب ایسی ہے کہ جسم مین خون باقی نہین رہا۔ اب تو بس
خداہی کا آسرا ہی" یہ عبارت بالکل سادہ ہی اور اِسے ہر کوئی سمجھ لے گا۔ سارے
لفظ روزمرہ کے لفظ ہین اور سب کی زبان پر چڑھے ہوئے ہین۔ مگر اب شرح کر کے
دیکھو کہ کس کِس زبان کے لفظون سے یہ عبارت بنی ہے۔ بیمار۔ خون۔ بس۔ خدا
یہ فارسی کلمے ہین۔ علاج۔ مُدّت۔ فائدہ۔ نظر۔ حالت۔ جسم۔ باقی۔ یہ سب
عربی کلمے ہین۔ سنسکرت کا فقط ایک لفظ آیا یعنی آسرا۔ باقی جتنے الفاظ ہین وہ
سب ہندی ہین۔ ان ہندی لفظون مین کون کون سے دراودی زبان کے لفظ
ہین۔ ہم نہین بتا سکتے۔ پر اتنا جانتے ہین کہ ہندی پراکرت کی بیٹی ہی اور پراکرت ہین

دراوڑی کلمے بھرے ہوئے ہین - لہذا اوپر کی عبارت مین جو ہندی الفاظ ہین اُن مین سے کئی بلاشبہ دراوڑی لفظ ہون گے - ایسی عبارت سے ایک اور بات ثابت ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ عربی اور فارسی کا بہت بڑا اور گہرا اثر بھاشا پر ہوا - عورت - مرد - پڑھے - اَنپڑھے - شریف - رذیل - سب کے منھ سے بولتے وقت بے ساختہ عربی اور فارسی لفظ ہندی لفظون کے ساتھ جھڑنے لگتے ہین - اگر کچھ فرق ہی تو صرف اتنا کہ بولتے اور لکھتے وقت کوئی عربی اور فارسی کے تھوڑے لفظ استعمال کرتا ہے کوئی زیادہ - لکھنؤ والے ہندی الفاظ کے بجائے فارسی اور عربی لفظون کا استعمال کرنا زیادہ پسند کرتے ہین - پر اُردو زبان کی خوبی اسکی سادگی اور سلاست مین ہے - جو چھوٹے چھوٹے عام فہم لفظون سے کام لے سکتا ہے اسکی عبارتین سلیس اور سادہ ہون گی اور جو عربی اور فارسی کے رنگ کو زیادہ ملائے گا اُس کی بات مشکل سے سمجھ مین آئے گی -

جو کچھ اب تک بتایا گیا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ کسی نے خاص یہ کوشش کبھی نہین کی کہ بھاشا کے ساتھ عربی اور فارسی کو ملا کر ایک نئی زبان بنائے بلکہ جس طرح قدرتی طور پر پراکرت زبان پیدا ہوئی اور پھر پراکرت سے بھاشا نکلی اُسی طرح قدرتی طور پر بھاشا سے اُردو بنی - زبان ایسی چیز نہین جسے کوئی شخص ایجاد کرے اور اگر چند آدمی ملکر خاص لفظ اور محاورے ایجاد بھی کرین تو جب تک اُنھین عوام قبول نہ کرین وہ لفظ اور محاورے زبان کا جزو نہین بن سکتے اصلی ٹکسالی زبان وہی ہے جس نے خاص و عام مین مقبولیت اور رواج پایا ہو -

ہم اُردو کے بارے مین یہ دعوے بڑے زور کے ساتھ کرتے ہین کہ وہ خاص کسی جماعت یا قوم کی تحریک اور کوشش سے پیدا نہین ہوئی۔ نہ اُسے ہندؤن نے بنایا نہ مسلمانون نے اور نہ کسی خاص مصلحت اور تدبیر سے وہ بنی۔ گیارھوین صدی عیسوی مین بھاشا اپنی پُرانی صورت مین دہلی۔ متھرا اور آگرہ کے اطراف مین بولی جاتی تھی۔ اُسی زمانہ مین شمال سے ہند پر مسلمان قومون کے حملے شروع ہوگئے اور اِن حملون کے بعد یہان مسلمان بادشاہی قائم ہوگئی۔ جب بادشاہی قائم ہوئی تو ہندو مسلمانون کے محکوم بنے۔ اب ضرور تھا کہ مسلمان حاکمون کی فارسی زبان کا اثر بھاشا پر ہو۔ چنانچہ جب اِن دونون قومون کا رشتہ حاکم اور محکوم کا ہوا تو اب قاعدے کے مطابق اُن کا گہرا تعلق ہوا اور محض ضرورت کے سبب سے عام لوگون کو ایک دوسرے کی زبان کے لفظ ملا کر بولنا پڑا۔ مسلمانون کو اپنی رعایا کے ساتھ ٹوٹی پھوٹی بھاشا بولنی پڑی اور ہندؤن کو اپنی بات اور مطلب سمجھانے کے لئے مسلمانون کے آگے بھاشا کے ساتھ فارسی ملانی ضرور ہوئی۔ یون آہستہ آہستہ بالکل قدرتی طور پر بھاشا مین عربی اور فارسی کے لفظ شامل ہونے لگے۔ ایسے حال اور ایسی آب وہوا مین اُردو نے جنم لیا اور پرورش پائی اور اب سیکڑون برس کے استعمال سے اُس مین وہ لطف اور رنگ پیدا ہوگیا ہے جو مسلمانون اور ہندؤن دونون کے نزدیک نہایت پیارا اور خوشنما ہی۔ یہی ایک زبان ہے جو نہ خاص مسلمانون کی میراث ہی نہ ہندؤن کی بلکہ دونون قومون نے ملکر اسے پالا پوسا اور اس کی سیوا اور ٹہل کی ہی اور اس کے بناؤ سنگار مین دونون نے ہاتھ لگایا ہے اس لئے ایک اعلےٰ اور سچے معنی

مین زبانِ اُردو ہندؤن اور مسلمانون دونون کی ساختہ پرداختہ ہے اور دونو نکی لاڈلی بنی ہوئی ہے - اور خصوصاً دو تین سَو برسون کی محنتون اور مشق نے اس مین وہ بَلا کی جادو بیانی اور فصاحت و بلاغت کی قوّت بھر دی ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور گہرے سے گہرے خیال اس مین بڑے زور و اثر کے ساتھ ادا ہو سکتے ہین اور منجملہ اور قدرتی جوہر و اوصاف کے اس مین ایسی غضب کی شیرینی اور نزاکت ہی کہ لفظون مین اُن کا بیان بھی ناممکن ہے - ذرا کوئی اُردو کے شاعرون اور نامی مصنفون کے طلسم خانہ کو دیکھے تو وہ خود ہی قائل ہو جائے گا کہ ہمارا دعوٰی بالکل صحیح ہی -

# ساتوان باب

## اُردو زبان کا شروع سنہ ۱۰۰۰ء سے سنہ ۱۲۰۶ء تک

اس بات سے اکثرون کو بڑا تعجب ہوگا کہ اُردو زبان کوئی نَو سَو برس ہوئے جب شروع ہوئی - پر یہ بات بالکل درست ہے اور ہم اِسے تاریخ سے ثابت کرینگے - ہم نے پچھلے باب مین بتایا کہ اُردو خاصکر چار زبانون سے مِلکر بنی ہے - یعنی سنسکرت دراوِڑی - عربی - اور فارسی سے - ہم نے یہ بھی بتایا کہ بھاشا سورسینی پراکرت کی بیٹی ہی اور سورسینی پراکرت مین سنسکرت اور دراوِڑی زبانون کی آمیزش ہے - بھاشا کی عمر بھی ہم نے نَو سَو برس کی بتائی ہے - اَب سنو کہ اصل واقعہ کیا ہے - سنہ ۱۰۰۰ء مین

بھاشا دہلی۔ متھرا آگرہ اور اجمیر کے اطراف مین بولی جاتی تھی۔ اور ہندوستان کے اور اور حصون مین دیسی بولیان تھین جو اور پراکرتون سے نکلی تھین۔ اُن دیسی بولیون سے ہمین اس وقت کوئی مطلب نہین۔ ہم تو دکھانا چاہتے ہین کہ اُردو زبان سنہ۱۰۰۰ع سے شروع ہی۔ یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ کیا سچ مچ اُردو اُس ہی وقت سے شروع ہی؟ ہمارا جواب ہی کہ ہان۔ اُردو زبان درحقیقت اِس ہی زمانہ سے شروع ہوئی۔ اب ذرا سوچو کہ اُردو کا جنم کس طرح ہوا۔ دہلی اور اُس کے گردونواح مین بھاشا لوگون کی بولی تھی۔ اِسی مین وہ بات چیت کرتے اور اِسی سے اُن کا مطلب حل ہوتا تھا۔ اب تک عربی یا فارسی کا خمیر اُسمین داخل نہین ہوا تھا۔ اِدھر یہ حال تھا اُدھر شمال سے محمود غزنوی سیاہ آندھی کی طرح اُٹھا اور سنہ۱۰۰۱ع مین پنجاب کے ہندو راجہ جیپال کو شکست دیکر اُس کے ملک کو اپنی سلطنت مین شامل کر لیا۔ حملہ آور اور بہادر ہونے کے ساتھ وہ عالمون اور فاضلون کا بڑا قدردان بھی تھا۔ اُس کی فیاضی کی شہرت سُنکر دور دور سے اہلِ کمال اُس کے دربار مین جمع ہوگئے۔ فردوسی جو فارسی زبان مین سب سے نامی شاعر ہوا ہے محمود کے دربار مین رہتا تھا۔ پنجاب مین اب محمود کی طرف سے کچھ فوج اور شاہی افسر چھوڑے گئے۔ ان سبھون کی زبان فارسی تھی۔ پنجاب کو فتح کرنے کے بعد محمود نے ہند پر سولہ حملے اور کیئے اور گجرات۔ قنوج۔ مالوہ بندیل کھنڈ اور کالنجر تک دھاوا مارتا تھا۔ ہندو محمود کے نام سے کانپتے تھے اور اُس کی خونریزی اور لوٹ مار کے سبب سے چارون طرف ملک مین سناٹا تھا۔

ایک موقعہ پر وہ بہت سے ہندوٗن کو قید کر کے غزنی لے گیا اور اُنھین وہان غلامون کی طرح دو دو روپیئے بیچا۔ اب ذرا غور کرو کہ کیا یہ ممکن ہے کہ محمود ہند پر اتنے حملے کرے اور ہندوٗن کی ریاستون کو یون پامال کرے اور پنجاب مین اپنی کچھ فوج رکھے اور اُس کی زبان یعنی فارسی کا کوئی اثر یہان کی بھاشا پر نہ ہو؟ ۔ اِس سوال کا جواب ہر شخص یہی دے گا کہ عربی اور فارسی کے لفظ ضرور اُس ہی کے وقت سے بھاشا مین داخل ہونے لگے ۔ اور جب سے عربی اور فارسی لفظون کا دخل بھاشا مین ہوا تب ہی سے اُردو شروع ہوئی ۔ ہان اتنا ضرور یاد رکھنا پڑے گا کہ یہ اثر بہت ہلکا سا تھا کیونکہ وہ یہان کبھی جما نہین اگر وہ ہندوستان کو فتح کر کے یہین رہنے لگتا اور غزنی کے بدلے دہلی یا آگرہ کو اپنا دارالحکومت بناتا تو بہت جلد فارسی اور بھاشا کے ملاپ سے اُردو پیدا ہو جاتی ۔ پر وہ ہند مین آتا تھا اور ہندو ریاستون کو لوٹ لاٹ کر غزنی کو واپس چلا جاتا تھا ۔ اس لیئے اُس کے عہد مین بہت کم تبدیلی ہوئی ۔

محمود کی وفات کے بعد اُس کے جانشینون کے زمانہ مین بھی برابر فتنہ و فساد رہا ۔ ساتھ ہی ساتھ بارھوین صدی کے بیچ سے غوریون کی طاقت بڑھنے لگی اور اُنھون نے محمود کے خاندان کو غزنی سے نکال کر پنجاب کی طرف بھگا دیا ۔ اب گویا غزنوی خاندان کی سلطنت فقط پنجاب اور سندھ پر محدود رہی ۔ پچیس ۲۵ تیس ۳۰ برس کے اندر ۱۱۸۶ء مین محمد غوری نے یہان سے بھی انھین نکالا اور پنجاب اور سندھ کو اپنی قلمرو مین ملا لیا ۔ جب تک محمد غوری زندہ رہا وہ

راجپوتون سے لڑتا بھڑتا رہا۔ آخر اس کے انتقال کے بعد ۱۲۰۶؁ع مین دہلی شہر مسلمان بادشاہون کا دارالحکومت بنا۔

محمود غزنوی کے وقت سے لیکر محمد غوری کے زمانے تک بھاشا پر فارسی کا اتنا اثر ہوا کہ کوئی سنتر اسّی ۷۰ ۸۰ لفظ عربی اور فارسی کے بھاشا مین داخل ہو گئے۔ پرتھی راج کے دربار مین اُس وقت ایک بڑا مشہور شاعر تھا جس کا نام چند بردائی تھا۔ اِس شخص نے ہندی نظم مین ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام پرتھی راج راسو ہے۔ یہ کتاب تین موٹی موٹی جلدون مین ہی اور اس کے کوئی سنتر حصے ہین۔ چند بردائی نے اپنی نظم مین پرتھی راج کا سارا حال دیا ہی۔ محمد غوری کا اور اُس کی شکست کا حال بھی اِس کتاب مین ہی۔ چند بردائی کا کلام اُس وقت کی ہندی زبان کا آئینہ ہی اور اُس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ فارسی کے خمیر نے ہندی پر کتنا اثر کیا۔ محمد غوری سے پہلے دہلی کے اطراف پر تو مسلمانون کا قبضہ بھی نہین ہوا تھا تو بھی ہم دیکھتے ہین کہ پرتھی راج جیسے آزاد اور زبردست ہندو راجہ کے دربار مین بیسیون لفظ فارسی کے ہندی کے ساتھ ملا کر بولے جاتے ہین۔ پس ہم صفائی کے ساتھ دیکھتے ہین کہ اُردو زبان کا بیج گیارھوین اور بارھوین صدیون مین پھوٹا اور قطب الدین ایبک کے زمانے تک چھوٹی چھوٹی نرم اور نازک پتیان بھی نکل آئین۔ چونکہ ابھی تھوڑے ہی سے فارسی اور عربی لفظ ہندی مین داخل ہوئے تھے اس لئے ہندی کا اصلی رنگ تبدیل نہین ہوا پر اتنا تو ضرور ہوا کہ اُردو کی بنیاد پڑ گئی۔ اب ذرا تھوڑے سے نمونے بھی

دیکھ لو۔ ایک موقعہ پر چند بردائی کہتا ہی مصرع صاحب سلام سب کری آئے یعنی صاحب سلامت کرآئے۔ پھر جب پرتھی راج پدماوتی کو لیکر قنوج سے بھاگا تو اس کا بیان چند بردائی نے یون کیا ہے

بھئی خبر نگر باہر سُنائے    پدماوتی ہری لئے جائے

پھر آگے شاعر کہتا ہی ع لے چلیو شتابی کر پہاڑ فوج ✣ خبر اور فوج عربی لفظ ہین ۔ اور شتابی بمعنی جلدی اور رُخ دونون فارسی کلمے ہین جو عربی اور فارسی لفظ پرتھی راج راسو مین بار بار آئے ہین اُنمین سے تھوڑے سے یہان نقل کرتا ہون ۔ مثلاً شہر ۔ تلوار ۔ مقام ۔ فرمان ۔ پیش حکم ۔ نشان ۔ پہلوان ۔ گرز ۔ کمان ۔ تیر ۔ تسبیح ۔ سلطان ۔ تازی ۔ (یعنی عربی گھوڑا) زین ۔ روز ۔ حضور ۔ تیغ ۔ فوج ۔ شاہزادے ۔ امرا ۔ کاغذ سوار ۔ زور آور ۔ بیحال ۔ بازار ۔ رعیت ۔ شاہان ۔ موج ۔ مال ۔ تخت ۔ دربار ۔ جواہر ۔ زنجیر ۔ جانور ۔ شکار وغیرہ ۔

یہ یاد رہے کہ محمد غوری سے یہ لفظ ہندی مین شامل ہوگئے تھے ورنہ چند بردائی انھین اپنی کتاب مین پہلے استعمال نہ کرتا ۔ پس ہمین پکا ثبوت مل گیا کہ اُردو زبان کا شروع اس ہی زمانہ مین ہوا ۔ اور یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے کہ اُردو مغل بادشاہون کے وقت مین پیدا ہوئی ۔

اب ہم اُس وقت کی بھاشا کا بھی نمونہ پیش کرتے ہین ۔ پدماوتی رانی کے پاس ایک طوطا تھا جسے وہ بہت چاہتی تھی ۔ چند بردائی کہتا ہی ہے

رتھی محل رکھت بھئی۔ گئی کھیل سب بھول ÷ یعنی اُسی (طوطے کو) اپنے محل مین رکھتی تھی اور سب کھیل بھول گئی۔ دیکھو ساڑھے سات سو برس ہوئے جب یہ عبارت لکھی گئی اور پھر بھی اسے ہر کوئی آج سمجھ سکتا ہے۔ پرتھی راج کا ایک درباری سات روز تک دربار سے غیر حاضر رہا جب راجہ کو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ناراض ہے تو آپ اُس کے گھر گیا اور اُسے منا پھسلا کر اپنے ساتھ لایا جب وہ دربار مین آگیا تو چند بردائی کو حکم ہوا کہ کوئی داستان سنائیے۔ اس درباری کا نام کانہہ تھا۔ اب دیکھو کہ شاعر کس طرح سے اس مضمون کو ادا کرتا ہی ہے

| | | | |
|---|---|---|---|
| | ساتٖ دوس جب گئے | | کانھہ دربار نہ آتے |
| | تب پرتھی راج کمُار | | آپ منائے گرہ جائے |
| | پھر ملے چند بردائی آئے | | کچھ کہی بات پچھلی سُنائے |

یہان فقط دو لفظ سنسکرت کے ایسے ہین جنھین آج کے دن ہر شخص نہین سمجھ سکتا۔ دِوَس دن کو کہتے ہین۔ گرہ بگڑ کر ہندی مین گھر ہو گیا۔ باقی لفظ ہر کوئی سمجھ لے گا۔

ایک دفعہ پدماوتی رانی نے اپنے طوطے کے گلے سے ایک خط باندھکر اُسے اُڑا دیا وہ خط پرتھی راج کے لئے تھا۔ جب طوطا جواب لیکر آیا اور رانی نے اُسے دیکھا تو شاعر کہتا ہے ٭

سُگاّ دیکھت من مین ہنسی۔ رکیو چلن کو ساج

سُگاّ طوطے کو کہتے ہین۔ یہ پراکرت لفظ ہی۔ اور ساج فارسی لفظ ساز ہے

جس کے معنی تیاری کرنے کے ہین۔ سو معنی یہ ہوئے کہ پدماوتی طوطے کو دیکھ کر دل مین ہنسی اور چلنے کا سازو سامان کیا۔ ایک جگہ چند بردائی کہتا ہی ؎

اپنے اپنے ڈیرے آئے ٭ سب گھائل کے گھاؤ بندھائے

دیکھو کیسی صاف اور سادہ عبارت ہی اور کون ایسا ہندوستانی ہی جو اِسے پڑھے ہی نہ سمجھ لے؟ ایک جگہ شاعر کہتا ہی ؎

اپنے گھر تب آئے کر۔ تیل لیو من ایک۔ یعنی اپنے گھر آکر ایک من تیل لیا۔ ایک جگہ اور وہ کہتا ہی ؎

ایہی تیرتھ آئے ہتے۔ کئے آگے کوئی کام۔ یعنی اسی تیرتھ کو آئے تھے۔ آگے کیا کوئی کام ہے؟۔ ان مثالون سے ثابت ہے کہ اُس وقت کی عام بول چال اور کام کاج کے لئے عنقریب وہی لفظ آتے تھے جو اب بھی اکثر ہندی اور اُردو مین آتے ہین۔ اِس مین کوئی شک نہین کہ چند بردائی کی کتاب "پرتھی راج راسو" مین سیکڑون لفظ ایسے بھی ہین جنکا صحیح مطلب سمجھنا یا سمجھانا مشکل ہی۔ اور ہزارون لفظ ایسے بھی ہین جو فقط بھاشا یا ہندی مین استعمال کیئے جاتے ہین اور اُردو مین نہین آتے۔ لیکن ہمین یہ یاد رکھنا چاہئے کہ زبان سیکڑون برس مین بنکر تیّار ہوتی ہے۔ اور جون جون مُدّت گذرتی ہے نئے محاورے نئے لفظ خاصکر نیا تلفّظ پیدا ہو جاتا ہے۔ انگریزی کی موجودہ شکل وصورت کوئی ایک ہزار برس مین بنی ہی۔ اگر ہم بارھوین صدی کی انگریزی عبارتین پڑھین تو مشکل سے سمجھ مین آئین گی۔ بارھوین صدی کی انگریزی

ہین سیکڑون ہزارون لفظ ایسے ہین جو اَب کبھی استعمال نہین کئے جاتے۔ اور صرف و نحو مین بھی بہت تبدیلی ہوگئی۔ ٹھیک اسیطرح ہندی کا حال سمجھ لو۔ بھاشا پراکرت سے نکلی تھی اور زبان ٹھیک سے منجھی نہین تھی۔ تو بھی عام طور پر لوگون کے بیچ مین ایک ایسی زبان بولی جاتی تھی جو اَب کی ہندی سے بہت ملجاتی ہے۔ جو ضمیرین ہم اب استعمال کرتے ہین وہ اُس وقت موجود تھین۔ مثلاً۔ تو۔ تم۔ وہ۔ وے۔ ہون یا مین۔ ہم۔ گنتی کے سارے لفظ جیسے اِس وقت بولے جاتے ہین بہت کچھ اُس وقت بھی بولے جاتے تھے۔ تعجب تو یہ ہے کہ ہم بارھوین صدی کی گنتی کو دیکھتے ہین اور وہ بیسوین صدی کی گنتی سے ملجاتی ہے۔

"پرتھی راج راسو" کو پڑھ کر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اسم جو ہم آج کے دن بولتے ہین اُسوقت بھی ٹھیک اِسی صورت مین بولے جاتے تھے۔ مثلاً دن۔ رات۔ پھول۔ دیپک۔ مالا۔ لاج۔ بات۔ ہاتھ یا ہتّھ۔ پانون۔ مُکھ۔ دانت۔ تن۔ دھن۔ من۔ جوبن۔ تِلک۔ سمندر۔ چوٹ۔ گھر۔ رُت۔ برکھا۔ بادل یا بدّل۔ پاپ۔ پُن۔ بیر۔ سورما۔ برس۔ دُلہا۔ دُلہن۔ دیس۔ بھیس۔ آس۔ مالی۔ بھید۔ تُرنگ۔ مورت۔ سورج۔ پیٹ۔ اُمنگ۔ روپ۔ راگ۔ باجا۔ رَس۔ پیار۔ چھایا۔ پھول۔ پھل۔ کاج۔ ڈیرہ۔ کھیل۔ ہل۔ پٹّی۔ بھلا۔ بُرا۔ لوگ۔ سیانا۔ گھٹنا۔ ناؤ۔ لٹھ ھیک۔ ہنس۔ سارس۔ بگلا۔ بطخ۔ مگرمچھ۔ کچھوا۔ مور۔ کویل۔ لنگور۔ ہرن۔ ہاتھی۔

اونٹ - گاڑی یا گاڑی - پانی وغیرہ -

اب ایک چھوٹی سی فہرست فعلون کی بھی لو مثلاً - آنا - جانا - کھانا - پینا - گانا - بجانا - سونا - رونا - رہنا - سہنا - کہنا - بولنا - تولنا - کھولنا - سمجھنا - سمانا - ڈھونڈھنا - بڑھنا - دیکھنا - کرنا - لینا - دینا - سننا - چمکنا - گھٹنا - جیتنا - ہارنا - ملنا - ہلنا - لوٹنا - مارنا - بھاگنا - اُٹھانا - لُوٹنا - لگنا - لگانا - مانگنا - تھکنا - بُننا - سوجھنا - سوچنا - نکلنا - بھرنا - دھرنا - پوچھنا - لکھنا - پڑھنا - سیکھنا - پونچھنا - پھونچنا - جھومنا - چھوڑنا - چھوٹنا - ٹوٹنا - پوجنا - جینا - مرنا - سلانا - سُدھارنا - اُٹھنا - بیٹھنا - ماننا - اُترنا - چڑھنا - ٹھیرنا - جڑنا - کھچنا - بھولنا - ہونا - سکنا - کانپنا - پکڑنا - پسارنا - جھولنا وغیرہ یہ سارے اسم اور فعل چند بردائی کی کتاب "پرتھی راج راسو" سے لئے گئے ہین - اور بطور نمونے کے یہان لکھے گئے یہ پکّا ثبوت ہی کہ روز مرّہ کے استعمال کے تقریباً سارے لفظ جنھین ہم اب بولتے ہین اُس وقت بھی بولے جاتے تھے جب ہم سادہ اور چھوٹے چھوٹے لفظون مین بات چیت کرتے ہین تو اس زبان کو بولتے ہین جو نوسو برس پہلے پرتھی راج کے وقت مین بولی تھی - کہین کہین تلفّظ مین اور لفظون کی صورت مین کچھ تبدیلی تو ضرور ہوئی پر زبان وہی ہے جو اُس زمانہ مین مُروّج تھی - اور اُسی زبان پر فارسی اور عربی کا اثر ہوا - پرتھی راج کے عہد تک یہ اثر بہت محدود رہا - اِسی لئے ہم نے فقط اتنا ہی بتایا کہ اُردو اس وقت شروع ہوئی - اگر "پرتھی راج راسو" کو چھوڑکر کوئی اور کتاب بھی اُس

زمانہ کی ہمارے ہاتھ لگتی تو ہمین اور بھی صفائی کے ساتھ معلوم ہوجاتا کہ اُس وقت کیسے کیسے خیال تھے اور کیسی کیسی باتین اور کس کس طرح کے محاورے اور لفظ استعمال کیئے جاتے تھے۔ تو بھی اتنا تو ہمین ضرور معلوم ہوا کہ اُس وقت کی ہندی اس وقت کی ہندی سے بہت ملتی ہے۔ اور وہ بے شمار لفظ جو اَب ہندی اور اُردو دونون مین آتے ہین عام طور پر ہر وقت اور ہر کام کے لئے بولے جاتے تھے ❊

# آٹھوان باب

## پرانی اُردو کا زمانہ ۱۲۰۶ع سے لیکر ۱۵۲۶ع تک

پچھلے باب مین ہم نے بتایا کہ اُردو کی بنیاد گیارھوین اور بارھوین صدیون مین پڑی اور ہم نے نمونہ کے طور پر تھوڑے سے لفظ پرتھی راج کے زمانہ کے پیش کیئے اور یہ بھی دکھایا کہ اُس وقت کی زبان کیسی تھی۔ بھاشا کے مشکل لفظ ہم نے اسی لیئے پیش نہین کیئے کہ اُن کی ضرورت نہین تھی اور ہم نے یہ بھی بتایا کہ گیارھوین اور بارھوین صدیون مین عربی اور فارسی کا بہت کم اثر ہندی پر ہوا۔ لیکن جب ۱۲۰۶ع مین قطب الدین ایبک نے دہلی مین سب سے پہلے مسلمان بادشاہی قائم کی تو ہندوٗن اور مسلمانون کا نہایت قریبی تعلق

شروع ہوا- اور ہر طرف سے یہان کی زبان پر فارسی کا دباؤ پڑا- اَب آٹھون پہر ہندو اور مسلمان ایک ساتھ رہنے لگے اور ہر وقت ہندو رعایا اپنے مسلمان حاکمون کی زبان سُننے لگی- نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون نے ٹوٹی پھوٹی ہندی سیکھ لی اور ہندو فارسی پڑھنے لگے- اور پندرھوین صدی تک نوبت یہان تک پہنچی کہ ہندو شاہی دفترون مین ملازم ہوئے اور عام طور پر ہندو اور مسلمان بھاشا مین سیکڑون ہزارون لفظ فارسی کے ملاکر بولنے لگے- اِسی ملی جُلی زبان کو پرانی اُردو کہتے ہین اور اِسی کے کچھ نمونے ہم پیش کرتے ہین- یہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہین کہ ۱۲۰۶؁ع سے ۱۵۲۶؁ع تک ملک مین برابر کھلبلی اور بے امنی رہی اور آئے دن لڑائی رہتی تھی اُردو زبان کی طرف کسی کا خاص خیال نہین ہوا- اِسی سبب سے اُس زمانے کی کوئی اچھی تصنیف زبان کے متعلق نہین ہی تو بھی یہ کہنا درست ہوگا کہ افغان بادشاہون کے وقت مین کثرت سے فارسی کے لفظ ہندی مین داخل ہوئے اور خاص اُردو کے محاورے تیار ہونے لگے- اور ہندی کی شکل و صورت بھی کچھ بدلنے لگی- اِن افغان بادشاہون کا زمانہ ۱۲۰۶؁ع سے ۱۵۲۶؁ع تک ہی-

اَب ذرا یہ بھی دیکھو کہ ان افغان بادشاہون کے وقت مین کیسی اُردو بولی جاتی تھی- اُس زمانہ کے شروع مین دہلی شہر مین ایک بڑا مشہور شاعر تھا جسکی فارسی کتابین آج تک بڑے شوق سے پڑھی جاتی ہین- یہ شاعر امیر خسرو تھا- یہ ترکی خاندان سے ۱۲۵۵؁ع مین پٹیالی مین پیدا ہوا- یہ قصبہ پٹیالی پہلے مومن آباد

کے نام سے مشہور تھا امیر خسرو اپنی جوانی کے شروع میں دہلی شہر مین آکر رہنے لگا - اُس وقت غیاث الدین بلبن دہلی کا بادشاہ تھا - بلبن نے اُسے دربار مین بُلایا اور اُسکی بڑی عزت کی بلبن کی وفات کے تین برس بعد دہلی کا تخت خاندان خلجی کے ہاتھ لگا - خلجی بادشاہون نے بھی اس کی بڑی عزت کی اور ہمیشہ انعام و اکرام دیتے رہے سنہ ۱۳۲۰ع مین غیاث الدین تغلق نے دہلی کے تخت پر قبضہ کر لیا - اور خسرو کے ساتھ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا - پانچ برس کے بعد سنہ ۱۳۲۵ع مین خسرو نے انتقال کیا - اُن دنون نظام الدین اولیا کی بڑی شہرت تھی - امیر خسرو انکے شاگرد تھے اور مرتے دم تک اُن کے نمونے اور ہدایت پر چلتے رہے - حضرت سلطان المشایخ کے ساتھ انھین بڑی قلبی محبت تھی - ۹۴ - برس کی عمر مین حضرت نے وفات پائی - امیر خسرو اُس وقت لکھنوتی مین تھے - اس حسرتناک خبر کو سنتے ہی دہلی روانہ ہوئے - یہان پہنچکر بال کٹوائے اور مُنھ سیاہ کر لیا - اور مزار پر آئے - اپنا سر مزار مبارک پر دے مارا اور بڑی دردناک اور رقت انگیز آواز مین یہ کہا ؎

گوری سووے سیج پر مُکھ پر ڈالے کیش (بال)
چل خسرو گھر آپنے سانجھ بھئی چہُون دیش

چھ مہینے کے بعد اس دار ناپائدار سے رحلت کی (شام ۱۲) (چارون طرف ۱۲) اور اپنے مرشد کامل کے قریب پائین مین دفن ہوئے -

امیر خسرو کا زمانہ نہایت پُر آشوب اور اندوہناک زمانہ تھا - خاندان غلامان

کا چراغ اُن کے دیکھتے دیکھتے گُل ہوا۔ خلجیون کا ستارۂ اقبال اُن کے سامنے طلوع ہوا اور اُن ہی کے سامنے غروب ہوا۔ غیاث الدین تغلق اُن کے سامنے دہلی کا بادشاہ ہوا۔ انھون نے گیارہ بادشاہون کا زمانہ دیکھا اور اُن مین سے اکثرون کے نہایت مقرّب مشیر اور دوست رہے۔ اس سے ہم سمجھ سکتے ہین کہ وہ کیسا خوفناک اور سیاہ زمانہ ہوگا جس مین اخلاق کا خون کُھلّم کُھلّا ہوتا اور تلوار تخت و تاج والون کے سرون پر کھیلا کرتی تھی۔ سلطنت کے انقلاب کے سبب سے اکثر شریف خاندانون اور اہل فضل و کمال کی بھی شامت آجاتی تھی۔ امیر خسرو نے فارسی مین بہت سی کتابین لکھی ہین جو آج تک موجود ہین۔ ان ہی نے ایک بھٹیاری کے لڑکے کے لیئے **خالق باری** بھی لکھی جو چھ سو برس سے آج تک برابر مکتبون مین پڑھائی گئی ہے۔ ہندی مین بھی انھون نے بہت سے گیت بنائے اور راگ نکالے جو اَب تک گائے جاتے ہین۔ پر سب سے زیادہ انکی پہیلیان۔ مُکرنیان اور دو سخنے مشہور ہین۔ پہلے اِن کی پہیلیون کی بہار دیکھو مثلاً ناخن کی پہیلی ہے

| | | | |
|---|---|---|---|
| بیسون کا سر کاٹ لیا | | نا مارا نا خون کیا | |

اسی طرح نبولی کی پہیلی دیکھو کیسی خوبصورتی سے کہی ہے

| | | |
|---|---|---|
| تروَر سے ایک تریا اُتری اُسنے بہت رجھایا<br>آدھا نام بتایا خسرو کون دیس کی بولی | | باپ کا اسکے نام جو پوچھا آدھا نام بتایا<br>واکا نام جو پوچھو مین نے اپنا نام نبولی |

پیڑ[۱۲] عورت[۱۲]

آری اور موری کی پہیلیان دیکھو کیسی خوبی سے کہی ہین۔

| | | |
|---|---|---|
| ایک ناری وہ دانت دنتیلی | | دُبلی پتلی چھیل چھبیلی |

عورت[۱۲]

جب وا تریا کو لاگے بھوک
ہرے سوکھے چباوے روکھ
جو کوئی بتاوے تاکے بلہاری
خسرو کہے میں بتاؤں ورے آری

؎ ساون بھادوں بہت چلت ہے - ماہ پوس میں تھوڑی
امیر خسرو یوں کہے - تو بوجھ پہیلی موری

آرسی کی پہیلی میں دیکھو اُس وقت کی ہندی کیسی بل کھا رہی ہے ؎

ایک نار پیا کو بھانی
تن وا کا سگرو جون پانی
آب رکھے پر پانی ناہہ
پیا کو راکھے ہردے مانہہ
جب پی کو وہ مکھ دکھلاوے
آپ ہی سگری پی ہو جاوے

اب ذرا امیر خسرو کی چند مکرنیوں کے لطف کو بھی دیکھو ؎

سگری رین موہے سنگ جاگا
بھور بھئی تب بچھڑن لاگا
اُس کے بچھڑے پھاٹت ہیا
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی دیا

؎ وہ آوے تب شادی ہوئے
اُس بن دوجا اور نہ کوئے
میٹھے لاگیں وا کے بول
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی ڈھول

؎ آپ ہلے اور موہے ہلاوے
وا کا ہلنا موے من بھاوے
ہل ہلا کر ہوا نسنکھا
اے سکھی ساجن؟ نا سکھی پنکھا

دو سخنے بھی امیر خسرو کے مشہور ہیں اور اُن میں کچھ اور ہی رنگ ہے مثلاً -
گوشت کیوں نہ کھایا - ڈوم کیوں نہ گایا ؟ گلا نہ تھا
جوتا کیوں نہ پہنا - سموسہ کیوں نہ کھایا ؟ تلا نہ تھا

ان مثالون مین ہین زیادہ تر ہندی کے لفظ ملتے ہین تو بھی ہین اتنا تو
معلوم ہو جاتا ہی کہ تیرھوین صدی کے آخر اور چودھوین صدی کے شروع مین
کس طرح کی ہندی بولی جاتی تھی - اس زمانے مین منجھتے منجھتے بھاشا صاف ہونے
لگی اور موقعہ سے فارسی کے لفظ بھی ملائے جانے لگے - اوپر کے دو سخنون کو دیکھو -
ایک ایک لفظ مین آجکل کی اُردو کا رنگ بھرا ہی - امیر خسرو کی ایک غزل ہے
جسمین ایک مصرع فارسی مین کہا ہی ایک ہندی مین - ہندی کے دو مصرع یہان نقل کرتا ہون
ع سکھی پیا کو جو مین نہ دیکھون تو کیسے کاٹون اندھیری رتیان - اور پھر
ع کسے پڑی ہے جو جا سنائے پیارے پی کو ہماری بتیان - واہ !
کیا جادو بھری زبان تھی - یہ گل اُنھون نے چودھوین صدی مین کھلائے تھے -
اور آج بیسوین صدی ہین بھی اُن مین وہی تازگی اور خوشبو ہی -

اُن کے ہندی کلام کا ایک اور نمونہ معہ اُس کے قصہ کے دیتا ہون - اُن کے
محلہ کے کنارے چھجو نام ایک بڑھیا ساقن رہتی تھی - اُس کی دکان پر دن رات لوگون
کا ہجوم رہتا اور بھنگ اور چرس وغیرہ اُڑا کرتی تھین - جب امیر خسرو آتے جاتے
دکھائی پڑ جاتے تو وہ ادب سے سلام کر لیتی - جب اُسے معلوم ہوا کہ ایک بھٹیاری
کے بیٹے کے لیئے آپ نے خالق باری لکھ دی تو وہ بھی عرض کرنے لگی کہ اس لونڈی
کے نام پر بھی کچھ فرما دیجئیے تاکہ آپ کے طفیل سے اس کا نام بھی یادگار رہ جائے -
دو چار دفعہ کے تقاضون کے بعد آپ نے ذیل کے اشعار لکھ کر دے دیئے -

سہ اَورون کی چوپہری باجے - چھجو کی اٹھ پہری

باہر کا کوئی آئے نا ہین - آئین سارے شہری
صاف صوف کر آگے راکھے جسمین نا ہین توسل
اوروں کے جہان سینگ سماوے چھجو کے ہان مُوسل

بادشاہون کے ہان اُس زمانہ مین چھ پہری نوبت بجا کرتی تھی - آپ نے فرمایا کہ بی چھجو کے ہان آٹھ پہری بجتی ہی یعنی یہ بادشاہون سے بھی بڑھی ہی - اور اس کے ہان گنوار کا کام نہین - سب سفید پوش شہری آتے ہین - یہ بھنگ ایسا صاف کرتی ہی کہ اُس مین کوئی تنکا نہین رہتا - اور وہ بھنگ ایسی گاڑھی ہوتی ہی کہ اُس مین موسل کھڑا ہو جاتے - گو اوروں کی بھنگ مین فقط سینگ کھڑی ہوتی ہی -

خالق باری مختلف بحرون مین اس غرض سے لکھی گئی تھی کہ عربی و فارسی لفظون کے معنی ہندی مین نظم کی صورت مین حفظ کرا دیئے جائین - یہ پہلے کئی جلدون مین تھی - پر آج کل اس کا ایک چھوٹا سا اختصار بچون کو پڑھایا جاتا ہی - اس کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہی کہ ہندوستانی زبان کے بہت سے لفظ جو عام طور پر آج کل مروّج ہین اُس زمانہ مین بھی جب خسرو زندہ تھے بعینہ اسی صورت مین استعمال کئے جاتے تھے - اب کچھ نمونے بھی دیکھ لو

| | |
|---|---|
| اسم اللہ خدا کا ناؤن | گرما دھوپ سایہ ہی چھاؤن |
| قوت - نیرو - زور - بل آن | سارق دُزد - چور ہے جان |
| مرد - منش - زن ہے استری | قحط کال - وبا ہے مری |

| | |
|---|---|
| دوشش کال رات جو گئی | امشب آج رات جو بھئی |
| تُرا بگفتم مین تجھ کہیا | کُجا بماندی - تو کت رہیا |
| بیا برادر - آؤ رے بھائی | بنشین مادر - بیٹھ رے مائی |
| آتش آگ آب ہے پانی | خاک دھول جو باؤ اوڑانی |

ایک دوسری بحر مین کیا کہا ہے اس کا بھی ذرا ملاحظہ ہو - سہ

| | |
|---|---|
| ارض دھرتی فارسی باشد زمین | کوہ در ہندی پہاڑ آمد یقین |
| کاد ہیزم - گھاس کاٹھی جانئے | اینٹ ماٹی - خشت و گل پہچانئے |
| سنگ پاتھر جانئے برکن اُٹھاؤ | اسپ میران ہندوی گھوڑا چلاؤ |
| موش چوہا - گربہ بلّی - مار ناگ | سوزن و رشتہ - بہندی سوئی تاگ |

ایک اور بحر کی نقل کرتا ہون اس کی بھی سیر دیکھ لو -

| | |
|---|---|
| بزرگی بڑائی و پیری بُڑھاپا | نکوئی بھلائی - جوانی تناپا |
| دروغ و دگر کذب تم جھوٹھ جانو | بزرگ و کلان را بڑا جان مانو |
| بہندی زبان خانہ ہم بیت گھر ہے | چو خوف و خطر بیم ہم ترس ڈر ہی |
| تمنا و ہم آرزو چاؤ کہئے | ید و دست ہاتھ و قدم پاؤن کہئے |
| چراغ است دیا فتیل است باتی | بود جدّ دادا نبیرا است ناتی |
| گرہ عقد باشد بتازی و لیکن | بہندی بود گانٹھ بشنو تو از من |
| کثیر و فراوان و بسیار افزون | لبے بہت کہئے سبھی جانیو تون |
| پدر باپ باشد چو اُمّ است مادر | سنان بھال برگستوان است پاکھر |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ذُباب و مگس ماکھی و پشّہ ماچھر | | بود ریگ بالو و سنگریزہ کانکر | |

دیکھو اِن ہندی لفظون کو لکھے چھ سو برس ہو گئے پھر بھی کیا صاف پہچانے جاتے اور تقریباً اُسی طرح آج تک بولے جاتے ہین۔

اَب ہم پندرھوین صدی کی زبان کا تھوڑا سا نمونہ دیتے ہین پندرھوین صدی مین کبیر بڑے مقدس اور نامی بھگت ہوئے ہین۔ بنارس مین ایک مسلمان جُلاہے کے ہان ۱۳۸۰ء مین پیدا ہوئے تھے مُدتون فقیرون اور جوگیون کی سنگت مین رہے۔ پھر بابا رامانند کے چیلے بنے۔ ان کی وفات کی تاریخ ٹھیک سے معلوم نہین۔ کوئی کہتا ہے کہ چالیس پچاس برس کی عمر مین انتقال کیا اور کوئی کہتا ہو کہ اَسّی برس کے بزرگ ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ ان کا بہت بڑا اثر اُس زمانے کے لوگون پر ہوا اور اب اُن کے ماننے والے کبیر پنتھی کہلاتے ہین اُن کے بھجن اور گیت ہندؤن اور مسلمانون دونون کو بھاتے اور نصیحت سے لبریز ہین۔ خوبی یہ ہو کہ چاہے کسی مذہب کا آدمی اُنھین پڑھے دل پر اثر ہی ہوتا ہے۔ اُن کی باتین تھین یا موتی کے دانے ؟ کلام تھا یا شہد کا ٹپکا۔ مضمون آسمان سے اُتار کر لاتے اور اُسے قند کے ٹکڑون مین لوگون کی نذر کرتے تھے دیکھو! چند روزہ زندگی کی کیسی تصویر اس بھجن مین کھینچی ہی۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| چھُٹت پران کایا کیسے روئی | | چھوڑ چلا نرمہ ہی (آدمی) | |
| مین نے جانا کایا (جسم) سنگ چلیگی | | یا کارن (سبب) مَل مَل دھوئی | |
| اونچے نیچے مندر چھوڑے | | گائے بھینس گھر گھوڑی | |

| | | | |
|---|---|---|---|
| تریا تو کلونتی چھوڑی | | چھوڑی پُترن کی جوڑی | |
| عورت ٹکڑ خریف گزری موٹی جھوٹی گزری سنگانی | | بنا کاٹھ کی گھوڑی | |
| چار جنے مل لے گئے اُس کو | | پھونک دیا جیسے ہوری | |
| آدمی بھولی تریا رووَن لاگی | | بچھڑ گئی میری جوڑی | |
| کہت کبیر سنو بھائی سادھو | | جن جوڑی واہی توڑی | |

کبیر جی اکثر فارسی اور عربی کے لفظ بھی استعمال کر جاتے تھے جیسے ایک بھجن کے شروع مین کہا ہی۔ع

کر گذران غریبی سے مغروری کس پر کرتا ہے

بھلا بتاؤ کہ اس عبارت مین اور آج کل کی اُردو مین کتنا فرق ہی؟ اگر کوئی اسی مضمون کو اب کہے تو ان ہی لفظون مین کہے گا۔ ایک اور بھجن یہان نقل کرتا ہون۔ ذرا ہندی اور فارسی کی ملاوٹ پر غور کرنا۔ عربی اور فارسی لفظون کے نیچے خط کھینچا ہوگا۔ اس بھجن مین موت کو چور سے تشبیہ دی ہی۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| تم رہنا خوب ہشیار | | نگر مین چور جو آوے گا | |
| تفنگ۔ تیر۔ تلوار نہ برچھی | | نہ بندوق چلاوے گا | |
| بھیت نہ پھوڑے اور نہ پھاندے | | تا کو مل لگا دے گا | |
| دیوار ایک ... ظالم ... تم ... | | ال ... لشکر آوے گا | |

کبیر جی کا کلام پندرھوین صدی کی زبان کا نمونہ ہے - چونکہ وہ بنارس کے رہنے والے تھے اور بنارس مین خاص ہندی کا زیادہ رواج تھا اس لئے کبیر جی کے اکثر بھجن ہندی مین ہین - پھر بھی دیکھو کیسی عام فہم زبان ہی اور کس قدر آج کل کی عام بولی سے ملجاتی ہی - اور جب اُس مین فارسی کے لفظ ملجاتے تھے تو کیسی خوبصورتی پیدا ہو جاتی تھی - یہی ملی جُلی زبان اُس وقت ہندؤن اور مسلمانون دونون مین رائج تھی اور اسی کا نام ہمنے پُرانی اُردو رکھا ہی -

چند اور بھجن نقل کئے جاتے ہین - ذرا اُن کو بھی دیکھ لو -

| | | |
|---|---|---|
| بھجن | یہی گھڑی یہی ویلا سادھو | یہی گھڑی یہی ویلا رے |
| | لاکھ خرچ پھر ہاتھ نہ آوے (وقت) | مانش جنم سُہیلا رے |
| | ناکوئی سنگی ناکوئی ساتھی | جاتا بھنور اکیلا رے (آتی، اچھا) |
| | کیون سویا؟ اُٹھ جاگ سویرے | کال دیت ہے ہیلا رے |
| | کہت کبیر گوبند گن گاؤ | جھوٹا ہے سب جگ میلا رے (موت، ملنا) |
| بھجن | نام سُمر پچھتائیگا من | نام سُمر پچھتائے گا |
| | پاپی جیارا لوبھ کرت ہی | آج کال اُٹھ جائے گا |
| | لالچ لاگے جنم گنوایا | مایا بھرم بھُلائے گا |
| | دھن جوبن کا گرب نہ کیجے | کاغذ سا گل جائے گا |
| | جب جم آئے کیس گہے پٹکے (جوانی، غرور) | تا دن کچھ نہ بسائے گا |
| | دھرم راج جب لیکھا مانگے (ملک الموت، بال، حساب) | کیا من مورکھ دکھائے گا (بیوقوف) |

سمرن بھجن دَیا کر جگ مین (رحم)
کہین کبیر سنو بھائی سادھو

اِن سب کا پھل پائے گا
بھو ساگر تر جائے گا (دُنیا کا سمندر)

بھجن

پی لے پیالا - ہو متوا لا
بالا پن سب کھیل گنوایا (لڑکپن)
بردھ بھیا کف وایو نے گھیرا (بڈھا)
نا ست سنگ نہ کتھا کیرتن (ہوا) (بھجن)
اب ہون سوچ سمجھ اگیانی (بے عقل)
کام - کرودھ - لوبھ - ایرشا (خواہش) (غصّہ) (لالچ) (حسد)
بھوگ بلاس باسنا جگ کی (عیش وعشرت کی خواہش)
مات پتا بھائی سُت بندھو (ماں) (باپ) (بیٹا) (دوست)
جب لگ جیوے ہری گن گائے

پیالا پریم ہری رس کا رے
ترُن بھیا ناری بس کا رے (جوان) (ہوا) (عورت)
تن سے جائے نہین کھٹکا رے
نا پربھو چرنن پریم رچا رے (قدم)
اس جگ مین نہین کوئی اپنا رے
ان مین نِش دن رہت پھنسا رے
گلے بیچ جم کا پھند پڑا رے
سنگ نہین کوئی جائے سکا رے
دھن جوبن دِن ہی دس کا رے

بھجن

جگت مین خبر نہین کل کی
سکرت کر لے - رام سمر لے - کو جانے کل کی (اچھے کام)
جھوٹ کپٹ کر مایا جوڑی - بات کرے چھل کی
پاپ کی پوٹ دھری سر اوپر - کیسے ہو ہلکی (گٹھری)
کایا اندر ہنسا بولے - کرنی کر کل کی (جسم) (روح)
جب یہ ہنسا نکل جائے گا - مٹی جنگل کی

کام کرودھ مد لوبھ نوارو - چھوڑو چھل بل کی
گیان بیراگ دیا من راکھو - کہین کبیر اصل کی

# نوان باب

## نئی اُردو کا زمانہ ۱۵۲۶ء سے لیکر زمانہ حال تک

گذرے باب مین ہم نے پرانی اُردو کے چند نمونے دیئے - افغان بادشاہون کے زمانہ مین جہان کہین مسلمانون کا زور تھا اسی طرح کی ملی جلی زبان بولی جاتی تھی مغلون کے آنے سے پہلے جب خاندانِ تغلق کے آخری دو بادشاہ ہوئے تو افغانی سلطنت کمزور ہوگئی اور دُور دُور کے صوبون نے آزادی اختیار کی - جونپور - مالوہ - گجرات - بنگالہ اور دکن مین اب چھوٹی چھوٹی مسلمان بادشاہتین پیدا ہوگئین - چنانچہ اِن ہی بادشاہتون کو ایک ایک کرکے اکبر نے فتح کیا اور اُنھین اپنی سلطنت مین شامل کرلیا ان چھوٹی بادشاہتون کی بدولت اُردو زبان کو جڑ پکڑنے اور ترقی کرنے کا بہت بڑا موقعہ ملا - دکن مین اُردو نے ایسی ترقی کی کہ خاصکر احمد نگر - بیجاپور - اور گولکنڈہ کے بادشاہی دربارون مین اُردو زبان مین شاعری بھی ہونے لگی - اس کا مفصل حال ہم پیچھے لکھین گے -

نئی اُردو کا زمانہ مغل بادشاہون کے وقت سے شروع ہوا ہم نے پہلے بتایا کہ اکبر کے عہد مین ہندو شاہزادیان بادشاہی محل مین داخل ہوئین

اور ہندو شاہزادے بادشاہ کے وزیر اور مشیر بنے۔ اور مسلمان امراء نے سنسکرت پڑھکر سنسکرت کی کتابون کا ترجمہ فارسی مین کیا۔ اب ذرا سوچو کہ ہندؤن اور مسلمانون کے میل ملاپ کے لیئے اور کیا چاہیئے تھا؟ محل مین ہندو شہزادیان بھاشا بول رہی ہین۔ دربار مین ہندو مُشیر اور وزیر بھاشا بول رہے ہین۔ علمی مجلسون مین سنسکرت اور فارسی کے عالم آپس مین زبانین ملاکر بات چیت کر رہے ہین۔ ایسے قریبی تعلُّق سے ضرور تھا کہ فارسی اور عربی لفظ بہت ہی زیادہ بھاشا مین ملجاوین اور یہ ملی ہوئی زبان نہ فقط عوام کے درمیان بولی جائے بلکہ خاص بادشاہ کے دربار مین اور محل مین سُنائی دے اور پھر اِسی زبان کا ہر جگہ رواج ہو۔ لہذا اب نئی اُردو کا زمانہ آیا۔

عام طور پر لوگ خیال کرتے ہین کہ اُردو شاہجہان بادشاہ کے وقت مین شروع ہوئی۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اُردو اُس وقت سے شروع ہوئی جب سے عربی اور فارسی کا دخل بھاشا مین ہونے لگا۔ اور یہ ہم پہلے ہی بتا چکے ہین۔

**شاہجہان کے وقت سے نئی اُردو کی ترقی بیشک شروع ہوئی**

اور اُردو کو علمی زبان ہونے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ بات اصل مین یہ ہے کہ شاہجہان نے ۱۶۴۸؁ء مین پُرانی دِلّی کے قریب نیا شہر آباد کیا اُس نے اس نئے شہر کو شاہجہان آباد نام دیا۔ موجودہ دہلی وہی شاہجہان آباد ہے۔ اسی شہر مین شاہجہان نے موجودہ لال قلعہ بنوایا اور لال قلعے کے اندر دربار عام۔ دربار خاص۔ موتی مسجد اور شاہی محل وغیرہ تعمیر کرائے۔ اب سے آئندہ یہ نئی دہلی دارالسلطنت رہی۔ جب سے اورنگ زیب

تخت پر بیٹھا دہلی کو برابر اس بات کا شرف حاصل رہا کہ بادشاہ یہان رہتا تھا۔ اب ہم آسانی سے سمجھ سکتے ہین کہ اُردو ایسے حال مین دِن دُونی اور رات چوگنی ترقی کر گئی اور شہرِ دہلی اس کا اصلی گھر اور وطن ہو گا۔

جب بادشاہ اور سارے ارکانِ دولت اس نئے دار الخلافہ مین رہنے لگے تو زبان نے بھی ایک نیا رنگ پکڑا۔ اب تک اُس بھاشا کو جس مین عربی اور فارسی کے لفظ داخل ہو گئے تھے کوئی خاص نام نہین ملا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ شاہی لشکر کے بازار کو اُردو کہتے تھے اور چونکہ یہ ملی ہوئی زبان سب سے زیادہ اُسی بازار مین بولی جاتی تھی اس لئے اس زبان کو بھی اُردو کہنے لگے۔ اب روز بروز بھاشا کے الفاظ اور محاورے کم ہونے لگے اور اُن کی جگہ عربی اور فارسی کے الفاظ اور محاورے زبان مین داخل ہوتے گئے۔ اُن کے سوا بہت سے نئے محاورے اور الفاظ ترجمہ ہو کر اُردو کا جُزو بن گئے۔ اب ذرا ہم مثال دیکر دکھائین گے کہ بھاشا نے مُسلمان حاکمون کی زبان سے کیا کیا لیا جس سے اسکی صورت بدلکر اُردو ہو گئی۔

۱۔ اُن چیزون کے نام لیے جو مسلمانون کے ساتھ آئین اور اپنے نام بھی ساتھ لائین۔ مثلاً لباس مین چوغا۔ کُرتہ۔ لبادہ۔ قبا۔ آستین۔ گریبان۔ عمامہ۔ دستار۔ اِزار۔ پائجامہ۔ پوستین۔ برقع۔ نقاب۔ شال۔ دوشالہ رومال۔ تکیہ۔ گاؤتکیہ۔ وغیرہ۔

مسلمانون کے بہت سے کھانے۔ تیوہار اور گھر کی چیزون کے نام بھی لے لئے مثلاً۔ شیرمال۔ باقرخانی۔ پلاؤ۔ زردہ۔ بریانی۔ قورمہ۔ قلیہ۔ مُرَبّا۔ اچار

گلاب - بید مشک - خوان - تشتری - رکابی - کفگیر - چمچہ - سینی - حمام - صابون
شیشہ - شمعدان - فانوس - تنور - نماز - روزہ - عید -

فوجی الفاظ بھی اسی طرح داخل ہوئے - مثلاً فوج - لشکر - سپہ سالار
تیر - تفنگ - توپ - بندوق وغیرہ - اسی طرح معماری کے متعلق عربی اور فارسی
اِصطلاحین اُردو مین آگئین - مثلاً ردّہ - ساہول (اصل مین ترکی لفظ شاقول
ہی) سہ دری - تہ زمین - بُرج - محراب - ستون - دروازہ - فرش - صحن - زنجیر
منبر - دیوار - کُرسی - مینارہ - طاق - استرکاری - تہخانہ - پُشتیبان - کہگل -
گردا - زینہ - باورچی خانہ - یخچانہ - قدمچہ - بدررو - بُنیاد - گلی - آتشدان
بازو - میخ - سقف - دالان - دہلیز - خشت - بُرجی - ہشت پہل - مقبرہ - مکان -
محل - دُکان - زنانخانہ وغیرہ -

۲ - بہت سے عربی فارسی لفظ ایسے ہین جو بھاشا کے لفظون کو ہٹا کر
اُن کی جگہ سنبھال بیٹھے ہین - اب اگر اُن کی جگہ ہندی لفظ بولین تو مشکل سے
کوئی اُنھین سمجھیگا - اُن مین سے چند لفظ یہ ہین - قلم - دوات - گواہ - قرض - تربوز
عمر - چرخہ - مزدور - دلّال - کرایہ دار - ہوا - وکیل - جلاّد - صراف - محل - حویلی -
نقطہ - وزیر - مُہر - حلوا - مسخرا - تاریخ - نصیحت - لحاف - توشک - چادر - دیباچہ
فہرست - قانون - صورت - شکل - چہرہ - مزاج - طبیعت - زمین - صحیح - معدہ
برف - فاختہ - قُمری - کبوتر - بلبل - طوطہ - پَر - آرزو - خودغرض - قُصور -
جُرم - جُلاّب - رقعہ - عینک - اِتّفاق - غلط - ہاضمہ - وقف - غرور - مصیبت

تدبیر - علاج - سُوال - جواب - صندوق - تخت - لگام - زین - رکاب - تنگ - نعل - صفحہ - ورق - حرف - سطر - جُملہ - عبارت - خط - نصیب - قسمت - تقدیر - قول - حضور - جناب - اشرفی - دوا - آرہ - زکام - وقف - زمانہ - مستول - بادبان - جہاز - مَلّاح - پردہ - مربّع - لفظ - معنی - عورت - مرد - مطلب - مال - خزانہ - ظلم - تمام - نہایت - خوبصورت - زنگ - ترازو - صبح - شام - مُقدّمہ - پیشی - سپاہی - درزی - شہد - میدان - چربی - طبل - دوست - حاکم - منصف وغیرہ -

۳ - اسم فاعل عربی اور فارسی کے بے شمار اُردو میں بھرے ہیں - اسی طرح اسم مفعول بھی - ان کی فہرست بہت لمبی چوڑی ہوگی - اس لیئے فقط چند مثالیں دیجاتی ہیں - اسم فاعل میں دیکھو - جلد باز - شتربان - ظالم قاصد - مُعَلّم - مُحَرّر - مُخبر - مُجرم - مقابل - مناسب - مُنتظم - معترض وغیرہ عام طور پر جتنے عربی اور فارسی کے فاعل ہیں اُردو میں یا تو آئے ہیں یا آسکتے ہیں - ایسے ہی عربی اور فارسی کے سارے مفعول اُردو میں آئے یا آسکتے ہیں مثلاً محکوم - مظلوم - مُلزم - مُنجمد - مُختصر - مُقدّر وغیرہ - اُردو میں اس قسم کے ہزاروں اسم فاعل اور مفعول کی صورت میں آگئے ہیں -

۴ - ہندی میں دو قسم کے مصدر ہیں ایک تو مصدرِ مفرد کہلاتے ہیں - جیسے جُھنجلانا - رِھیانا - سوچنا - دوسرے مصدرِ مُرکّب کہلاتے ہیں کیونکہ وہ دو یا زیادہ لفظوں سے مل کر بنتے ہیں جیسے پرسن ہونا - باٹ دیکھنا -

مار ڈالنا - موہ کرنا - اس طرح کے سیکڑون ہزارون ہندی مصدر اُردو مین آگئے - اور ان ہی کے وزن پر عربی اور فارسی سے مصدر لئے گئے - چند اُن مین سے ایسے ہین جو مفرد ہین جیسے فرمودن سے فرمانا - گذشتن سے گذرنا - ترقیدن سے تڑکنا - لرزیدن سے لرزنا - شرم سے شرمانا - گرم سے گرمانا وغیرہ - باقی سارے مُرکّب مصدر ہین جو فارسی اور ہندی یا عربی اور ہندی کے میل سے پیدا ہوئے - جیسے آسودہ ہونا - راضی ہونا - بیمار پڑنا - انتظام کرنا امتحان لینا - دور جانا وغیرہ - اِس قسم کے ہزارون مصدر بنائے گئے اور اُردو مین داخل کئیے گئے -

۵ - جس طرح ہندی والون نے سیکڑون عربی اور فارسی لفظون کا تَلَفُّظ اپنے موافق بنا لیا - اسی طرح اُردو والون نے بہت سے ہندی لفظون کو اپنا تلفظ دے دیا ہی اور اُنکی عربی یا فارسی صورت بنالی ہی - جیسے سونپھ چیکھ شلاکھ - جٹل - چٹکھارا - گٹ - گڑپ - چَچھ پَچھ - شکرکند - جات وغیرہ کو سونف - چیخ - سلاخ - زٹل - چٹخارہ - غٹ - غڑپ - چخ بخ - شکرقند اور ذات (بمعنی قوم) بولتے اور لکھتے ہین - اِن کے علاوہ سیکڑوں حروف جو خاص فارسی مین آتے ہین اُردو مین بھی شامل ہوگئے - جن کی وجہ سے اُردو کی صورت ہندی سے بہت فرق ہوگئی - جیسے ہندی مین حرف استثنا پَر اور پَرنتو ہے اِن کی جگہ مگر - لیکن - اِلّا وغیرہ بولتے اور لکھتے ہین - ایسے ہی وَا اور اتھوا ہندی کے حرف تردید ہین - اِن کی جگہ فارسی سے یا اور خواہ لے لیا -

اب ذرا اُردو کی امیری پر غور کرو - ہندی کے سارے سادہ اور عام فہم لفظ اور محاورے اسمین موجود ہین - صرف و نحو کے قواعد بالکل ہندی ہین - مگر جب اس ہندی مین اوپر کی مثالون کے مطابق بے شمار اسم اور مصدر اور ہزارون تشبیہین اور استعارے اور محاورے عربی اور فارسی کے داخل ہو جائین تو بھلا بتاؤ کہ پھر اُس رلی مِلی زبان مین کیسا زور اور اثر - کیسی رنگینی اور وسعت پیدا ہو جائے گی - یہی رلی مِلی زبان اُردو ہی اور اسی وجہ سے جب عربی اور فارسی زیور سے پورے طور پر آراستہ ہو کر یہ نئی اُردو محفلون اور دربارون مین آئی تو سب دیکھنے والے اس کے حُسن و انداز کو دیکھ کر ہکّا بکّا ہو گئے - اور نہایت ادب کے ساتھ اسے علمی مسند پر بٹھایا - اور مُغل بادشاہون کے زیر سایہ اسے عزّت کی جگہ دی - اب ہم اگلے باب مین نئی اُردو کے کچھ تھوڑے سے کرشمے بتائین گے -

ایک بات یہان نہایت قابل غور ہی - چونکہ یہ مُلکی امن اور مذہبی آزادی کا زمانہ تھا - اس لئے ایک طرف تو ایک نئی زبان پیدا ہو کر اپنے رنگ روپ کے بناؤ سنگار مین لگی تھی اور دوسری طرف ہندی شاعری اپنی خوبیون اور آن بان کی جلوہ نمائیون سے لاکھون کے دل لبھا رہی تھی - اگر کوئی پوچھے کہ سولھوین صدی کے عالم ہندو کیسی زبان پسند کرتے تھے - تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ اُنھون نے مشرقی ہندی یعنی کاشی کی زبان کو خالص ہندی کا نمونہ مانا تھا - اس زبان کے سب سے مشہور اور قابل قدر بولنے اور لکھنے والے تلسی داس جی تھے - اگر کوئی

کہے کہ عام طور پر پوجا پاٹ اور گیان دھیان کے لیئے کون سی زبان کام میں آتی تھی۔ تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ مذہبی امور کے لیئے عام طور پر مغربی ہندی یعنی برج بھاشا استعمال کی جاتی تھی۔ سور داس جی کے بھجن اسی زبان میں ہیں دونوں میں ہم عربی و فارسی کی ملاوٹ دیکھتے ہیں۔ مشرقی ہندی میں تو کم اور مغربی ہندی میں زیادہ۔ پر لوگ باگ لین دین اور کاروبار اور ملکی معاملات کے لیئے وہ زبان بولتے تھے جس میں عربی و فارسی کے لفظ بہ کثرت استعمال ہوتے تھے۔ اسی روزمرّہ کی زبان کو ریختہ یا اُردو کا نام دیا جاتا ہے۔ ایک مدّت تک یہ زبان بازاروں۔ محفلوں اور لوگوں کے گھروں میں بڑھتی اور زور پکڑتی رہی۔ اور جب اسی میں شاعری بھی ہونے لگی تو اس کی وہ مخصوص صورت ہوگئی جس سے ہم خوب واقف ہیں۔ ہم سولھویں صدی کی ہندی کے بھی کچھ نمونے دیکھ لیں۔

تلسی داس جی ایک برہمن کے ہاں ۱۵۳۲ء میں پیدا ہوئے۔ چونکہ ہندوؤں کے خیال کے بموجب بُری گھڑی میں پیدا ہوئے اس لیئے اُنھیں یوں ہی ایک جگہ ڈال دیا۔ اتفاق سے ایک جوگی اُدھر سے گذرا اور بچّہ کو بے ولی وارث پڑا دیکھ کر پاس آیا اور اُٹھا کر لے گیا۔ جب بچہ بڑا ہوا تو عرصۂ دراز تک اُسی جوگی کے ساتھ وہ بھی پھرتا رہا۔ بعد میں ایک مدّت تک قصبۂ باندہ میں دونوں کا قیام رہا۔ تُلسی داس جی کے اوائل عمر کی یہ تاریخ ہے۔ جوگی کے انتقال کے بعد بنارس میں جا کر وہ رہنے لگے۔ چالیس برس کی عمر کے بعد تصنیف کا کام شروع کیا۔ اور کوئی اکتالیس برس تک اسی میں مصروف رہے۔ انھوں نے رامائن کو

ہندی مین منظوم کیا جو تلسی کرت رامائن کے نام سے مشہور ہی۔ اُنھون نے اور کتابین بھی لکھین اور بہت سے بھجن بنائے۔ کہتے ہین کہ اُنھون نے ۹۱۔برس کی عمر مین ۱۶۲۴ع مین وفات پائی۔

یہ ہم نہین بتا سکتے کہ تلسی داس جی کی ملاقات کبھی اکبر بادشاہ سے بھی ہوئی یا نہین۔ غالبًا تلسی داس جی اکبر کے دربار مین کبھی نہین آئے۔ اسی لیئے ان کا نام نہ تو آئین اکبری مین اور نہ کسی اسلامی تاریخ مین آیا ہی۔ روایتون سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہی کہ راجہ مان سنگھ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان ان کے دوست تھے۔ خدا کی شان کہ جو لڑکا پیدائش کے بعد ہی منحوس سمجھ کر ہلاک ہونے کے لیئے یون ہی پھینک دیا گیا وہ اپنی عمر کو پہنچ کر ایسی کتاب کا مصنف ہوا جسے ساڑھے تین سو برس سے کروڑون ہندو پڑھتے اور حفظ کرتے آئے ہین۔

تلسی کرت رامائن زبان اور مضمون دونون حیثیتون سے ایک بے نظیر کتاب ہی۔ اِس دعوی مین کوئی مبالغہ نہین کہ اُس زمانہ مین تلسی داس جی آدمیون مین خواہ وہ مسلمان ہون یا ہندو سب سے بڑے اور اعلےٰ درجے کے اوصاف سے موصوف تھے۔ اکبر اور اُس کے جانشینون کی سلطنت خاک مین مل گئی۔ پر تلسی داس جی نے رامائن کے ذریعہ سے اپنے لئے ایک ایسی سلطنت قائم کی ہی جس کا زور اور اثر روز افزون ترقی پر ہی۔ اِن کے بقائے دوام کا سہرا ایسے پھولون سے بنا ہے جن کا رنگ کبھی پھیکا نہ پڑے گا اور جن کی مہک مُشک و عنبر سے بڑھ کر لوگون کے دماغون کو مُعطّر اور اُن کی روحون کو خوشی اور

تروتازہ کرے گی۔

تُلسی داس جی کا کلام نہایت پُراثر اور خالص اور روحانی رس سے بھرا ہے۔ رامائن کی زبان وہ شُستہ اور پاکیزہ ہندی ہے جو دلوں پر جادو کا سا حکم رکھتی ہے۔ پر آپ کے بہت سے بھجن ایسے بھی ہین جو سادہ اور روزمرہ کی ہندی مین ہین۔ مثلاً

بھجن

جن کے ہردے ہری نام بسے
جن کے من پربھو کے رنگ رنگئے (دل)
جن کے گھر ایک سپوت جیا
جن کے دوارے پر گنگ بہے (دروازہ)
جن بات کری پرمارتھ کی (عقبیٰ)
تلسی جن چرن گئے ہری کے (قدم)

تِن اور کا نام لیا نہ لیا
تِن تن کا بستر سیا نہ سیا (کپڑا)
تِن لاکھ کپوت جیا نہ جیا
تِن کوپ کا نیر پیا نہ پیا (کنوآ ۔ پانی)
تِن ہاتھ سے دان دیا نہ دیا
تِن اَنیہ دیو سیا نہ سیا (اَور ۔ دیوتا)

بھجن۔ پربھو جی۔ تم کو میری لاج
سدا سدا مین شرن تہاری۔ سنو گریب نواج (غریب)
پتت اُدھارن برد تہاری۔ شردن سُنی اداج (پاپی)
ہون تو پتت پُراتن کہیے۔ پار اُتارو جہاج (بچانا ۔ عہد)
اگھ کھنڈن دُکھ بھنجن جن کے۔ یہی تہارو کاج (پاپ ۔ پرانا ۔ دور کرنا)
تلسی داس پر کرپا کیجیے۔ بھگتی دان دیہو آج (رحم ۔ کام)

ذرا ہندی کے ساتھ فارسی کی بھی آمیزش کو دیکھنا۔ غریب نواز۔ آواز اور

جہاز کیسے موقعہ سے استعمال کئے گئے ہین -

سورداس جی کے حالات ہمین زیادہ معلوم نہین - وہ خاص برج دیش مین پیدا ہوئے اور اندھے تھے - اُن کے والد کا نام رام داس تھا - اکبر کے دربار مین اکثر بڑے بڑے نام آور گانے اور بجانے والے رہتے تھے - ابوالفضل نے اُن کی ایک فہرست دی ہی جس مین سورداس جی اور اُن کے والد کے بھی نام آئے ہین - سورداس جی نے خاص برج بھاشا مین کرشن جی کی تعریف او مدح مین ہزارون بھجن کہے ہین - ان بھجنون مین بڑے سوز و گداز کے ساتھ بھگوان سے دعا کی جاتی اور اپنی روحانی ضرورت اور شوق کا بیان ہوتا ہے - یہان ہم اُن کے چند بھجنون کو نقل کرتے ہین -

بھجن

اے من مُورکھ - جنم گنوایو
کر ابھمان (غرور) بشیون (دنیوی باتین) سے راچو - ہری گُن تون نہین گایو
یہ سنسار پھول سیمر کو - سُندر دیکھ لُبھایو
چاکھن لاگو روئی اُڑ گئی - ہاتھ کچھو نہین آیو
کہا (کیا) بھیو اب اوسر (موقعہ) بیتے - پہلے ناہین کمایو
کہت سُور (ہتیاہی) بھگونت بھجن بن - سر دُھن دُھن پچھتایو

بھجن

کری گوپال کی ہوئی
جو اپنو پُرُشارتھ (مردانگی) مانت - اتی (نہایت) جھوٹھو ہی سوئی
سادھن - منتر - جنتر - اُدیّم (کوشش) - بل (طاقت) - یہ سب ڈارھو دھوئی

جو کچھ لکھ راکھی گوپالا - میٹ سکے نا کوئی
دُکھ سُکھ لابھ الابھ سمجھ تم - کا ہے مرت ہو روئی
(فائدہ نقصان)
سور داس سوامی کرو نامے - رام چرن من پوئی
(رحیم)

نمونے کے لئے اِتنا ہی کافی ہے - سولھویں صدی میں اس طرح کی ہندی لکھتے اور بولتے تھے - عوام بات چیت کرتے وقت عربی و فارسی کے لفظ زیادہ استعمال کرتے - پر زبان درحقیقت ہندی ہی تھی -

# دسوان باب

## نئی اُردو - نظم کا زمانہ

ہم گذرے بابوں میں صاف یہ بتا چکے ہیں کہ افغان بادشاہوں کے زمانہ میں آہستہ آہستہ عربی اور فارسی لفظ ہندی یا بھاشا میں داخل ہوتے رہے اور اُن کے داخل ہونے سے جو ملی ہوئی زبان پیدا ہوئی اُس کا نام ہم نے پُرانی اُردو رکھا - مگر جب مغل بادشاہوں کا عہد آیا تو یہی ملی ہوئی زبان ایک نئے رنگ روپ میں ظاہر ہوئی - کیونکہ لباس - کھانے پینے کی چیزوں اور رہنے سہنے کی جگہوں کے متعلق اب عنقریب سارے عربی اور فارسی کے لفظ استعمال ہونے لگے اور ان ہی زبانوں کی صرف و نحو اور لغات سے اب ہندی کو مالا مال

کرنے لگے - اِسی سبب سے ہم نے مُغل بادشاہون کے عہد کو نئی اُردو کا زمانہ کہا ہی - اور ہم نے یہ بھی بتا دیا ہی کہ مُغل بادشاہون کے لشکر کے بازار کو اُردو کہتے تھے اور چونکہ عربی اور فارسی آمیز ہندی سب سے زیادہ وہین بولی جاتی تھی اس لئے اس مخلوط زبان کا نام بھی اُردو ہو گیا -

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کس وقت سے ہندی اور اُردو مین خاص ایسا فرق پیدا ہو گیا کہ اُردو ایک الگ زبان مانی گئی ؟ کس طرح سے امتیاز کیا کہ ہندی اِسے کہتے ہین اور اُردو اِسے ؟ اُردو زبان تو صدیون سے تیار ہو رہی تھی اور دور دور تک بولی جاتی تھی - پر کس زمانے سے اس نے اپنا طرز اور انداز بالکل نیا اور نرالا کر لیا ؟ کب اس مین اتنی طاقت اور لیاقت پیدا ہوئی کہ ہندی نمونون اور سانچون کو چھوڑ کر اُس نے ایک نئی پوشاک اختیار کی ؟ - اس کا علمی دَوْر کب سے اور کس طرح شروع ہوا ؟ اس کا جواب بہت غور طلب ہی اور اُسمین سوچ اور دھیان کی ضرورت ہی - ہم نے چند بردائی - امیر خسرو اور کبیر جی کے کلام کے کچھ نمونے پہلے دیئے ہین - اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک طرح کی ملی جُلی زبان تو پیدا ہو گئی تھی جو ہندی سے فرق تھی - تو بھی وہ ملی جُلی زبان ہندی بھجنون - گیتون اور دوہرون مین اپنی بہار دکھاتی رہی جب تک یہ حال رہا اُس وقت تک ہندی اور اُردو مین کوئی خاص فرق نہین ہوا - پر جب مسلمان حاکمون کی توجّہ پورے طور پر اس مخلوط زبان کیطرف ہوئی تو اُنھون نے ہندی بھجنون اور گیتون کے وزنون کو چھوڑ کر فارسی بحرون کو اُردو

شاعری کے لیئے اختیار کیا۔ لہذا جب سے اُردو زبان فارسی نظم کی پوشاک پہن کر ظاہر ہوئی اُسی وقت سے اِس مین اور ہندی مین فرق ہو گیا اور اُردو کا علمی دور شروع ہوا۔ اور چونکہ فارسی نظم کی پوشاک اُردو نے مُغل بادشاہون کے زمانے مین پہنی اسی لئے عام طور پر مغلون کے عہد کو کتابی اُردو کے ظہور کا زمانہ سمجھتے ہین۔

اَب سُنو کہ اُردو نے کب سے فارسی نظم کا جامہ اختیار کیا۔ یہان یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہو کہ نظم ہی سے پہلے اُردو کی ابتدا ہوئی۔ اس سے پہلے اُردو کی کوئی خاص قدر نہ تھی بلکہ اسے گری پڑی چیز کے برابر سمجھتے تھے۔ غالبًا اسی سبب سے اُردو نظم کو شروع مین "ریختہ" نام دیا۔ کیونکہ ریختہ کے معنی گرے پڑے کے ہین۔ اور بعض کہتے ہین کہ "ریختہ" نام اس لیئے دیا کہ اسمین الگ الگ زبانون کے لفظ پڑے ہوئے ہین۔ بہرحال اسی ریختہ کے نام سے پہلے پہل اُردو نظم مشہور ہوئی۔ اُردو شاعری دہلی اور لکھنؤ مین نہین بلکہ دکن مین سب سے پہلے جلوہ نما ہوئی اور گولکنڈہ اور بیجاپور کے مسلمان بادشاہون کے دربار مین اسے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ جس وقت شمالی ہند اکبر بادشاہ کے نام سے گونج رہا تھا اور اُس کے دربار مین فارسی کا دَور تھا اُس وقت گولکنڈہ اور بیجاپور کی مجلسون اور محفلون مین نظم اُردو گُل افشانی کرتی تھی۔ یہان نہ فقط عالِم اور شاعر جمع تھے جنکی فارسی تصنیفین اب تک موجود ہین بلکہ اُردو زبان کی

وہ سجاوٹ اور بناوٹ ہورہی تھی جس نے بعد مین مُغل بادشاہون کو بھی اپنا عاشق بنالیا۔ سولھوین صدی کے آخر اور سترھوین صدی کے شروع مین وہان ایسے شاعر تھے جو غزلین۔ رُباعیان۔ مثنویان اور قصیدے اُردو مین کہتے تھے۔ اور وہان کے بادشاہ اُنھین بڑی فیاضی سے انعام واکرام دیتے تھے۔ کہتے ہین کہ **شجاع الدین نوری** نے جو گولکنڈہ کے بادشاہ ابوالحسن قطب شاہ کے بیٹے کا اتالیق تھا سب سے پہلے فارسی بحرون مین اُردو غزلین کہین۔ شجاع الدین نوری اکبر کا ہمعصر تھا اور اکبر کے دربار کا مشہور شاعر فیضی اُس کا دوست تھا شجاع الدین نوری کے زمانہ کو اب کوئی ساڑھے تین سو برس ہوئے پس اُردو نظم کی کُل عمر ساڑھے تین سو برس کی ہے اور اِس کی ابتدا دکن مین ہوئی۔

اُردو نظم کی تاریخ بہت لمبی چوڑی ہی اور ہمارا یہ مقصود نہین ہی کہ ہم اس کا پورا حال لکھین۔ ہم یہان فقط اتنا بتانا چاہتے ہین کہ اُردو شاعری کس طرح اور کب سے شروع ہوئی اور کیونکر اِس نے رواج پایا۔ یہ ہم پہلے بتا چکے ہین کہ گولکنڈہ اور بیجاپور کے مسلمان بادشاہون کے عہد مین اور اُن ہی کے دربارون مین اُردو نظم شروع ہوئی۔ مگر جو تھوڑے سے شاعر وہان ہوئے اُنھون نے فارسی کی صرف چند بحرون مین اُردو شعر لکھے۔ جس شخص نے سب سے پہلے فارسی کی ساری بحرین اُردو مین لاکر ایک دیوان بنایا اُسکا نام **شمس ولی اللہ** تھا۔ اِسکی پیدایش کی جگہ کو کوئی اورنگ آباد اور کوئی گجرات بتاتا ہی۔ کہتے ہین

کہ وہ ۱۶۸۰ء میں پیدا ہوا-اس کے بچپن اور نوجوانی کا حال ہمین بہت کم معلوم ہے اور یہ بھی نہین بتا سکتے کہ اُس نے کہان اور کتنی تعلیم پائی-کوئی ۲۵ پچیس چھبیس ۲۶ برس کی عمر مین اُس نے شہر دہلی کا رُخ کیا-وہ اورنگ زیب عالمگیر کا زمانہ تھا اور سلطنتِ مُغلیہ اپنے زوروں پر تھی-یہان پہنچ کر وہ شاہ سعداللہ گلشن کا مرید ہوا اور اُن سے شعر مین اصلاح لیتا رہا پھر کچھ عرصہ کے بعد دکن کو لَوٹ گیا-اِس وقت تک اُردو شاعری محض ایک دودھ پیتے بچے کی طرح تھی-ولی کی کوشش اور برکت سے اس نے چلنا پھرنا اور دوڑنا سیکھا اس نے ایران کی شاعری کا رنگ اُردو مین جمایا اور اپنے پیچھے آنیوالون کے لئے ایک نیا رستہ نکالا-اس کے بعد دہلی اور لکھنؤ کے شاعرون نے اُس رستہ کے اِردگِرد اپنی خوبصورت دُکانین سجائین اور اپنی سُریلی آوازون اور میٹھے بول سے راہ چلنے والون کے دل ودماغ کو خوش اور تازہ کیا-اسی سبب سے اُسے "بابائے ریختہ" یعنی اُردو نظم کا باپ کہتے ہین اور وہ ہر طرح سے اِس عالی رُتبہ اور لقب کے لائق ہی-

دو طرح سے ولی کا بہت بڑا اثر اُردو نظم پر ہوا-اوّل-عربی اور فارسی کی عنقریب ساری بحرین اُردو مین آگئین اور آئندہ کے لیئے اُردو شاعری کا نمونہ ہوگئین-دوم-ان بحرون کے ساتھ عربی اور فارسی کی اصطلاحین-شاعرانہ محاورے-استعارے اور تشبیہین بھی ساری کی ساری اُردو مین آگئین اور نتیجہ یہ ہوا کہ ولی کے بعد ایسے شاعر پیدا ہوگئے جنھون نے اُردو نظم کے باغ کو

فارسی نظم کے گلشن سے ملا دیا۔

اگر کوئی جاننا چاہے کہ ولی کے زمانہ مین مسلمان امیر اور شریف کس طرح کی اُردو بولتے تھے تو وہ ولی کے دیوان کو دیکھے۔ کیونکہ یہ اُس عہد کی زبان کی بولتی تصویر ہے۔ کہین کہین اُس مین ایسے لفظ ملتے ہین جو اَب یا تو بالکل متروک ہوگئے یا اُنکی صورت بدل گئی۔ مثلاً سُون ۔ سین اور سیتی بدلکر سے ہوگئے۔ کون اور ہَمَن کون کی جگہ اب کو اور ہمکو بولتے ہین۔ جَگت سینٹے کی جگہ اب دُنیا مین بولتے ہین۔ موہن ۔ سرجن ۔ پی ۔ پیتم کی جگہ معشوق ۔ محبوب یا پیارا بولتے ہین ۔ انجھوان آنسو کی جمع تھی اب بالکل متروک ہی۔ بچن ۔ نت ۔ مُکھ اور نَین کے بدلے اب کلام ۔ ہمیشہ ۔ مُنھ اور آنکھ کہتے ہین ۔ اکثر اُس زمانہ مین ہندی کے لفظ اُردو مین زیادہ آتے تھے ۔ اب یہ دستور بھی اُٹھ گیا ہی۔ کچھ تھوڑا سا نمونہ بھی اُس وقت کی زبان کا دیکھ لو ولی نے اپنی ایک غزل مین دہلی کے بادشاہ محمد شاہ کی طرف یون اشارہ کیا ہی ؎

دل ولی کا لے لیا دِلی نے چھین ٭ جا کہو کوئی محمد شاہ سون

چند غزلین یہان نقل کیجاتی ہین اُن سے ولی کے کلام کی سادگی معلوم ہوگی ؎

| | |
|---|---|
| تجھ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا | جادو ہی تری نَین غزالان سے کہون گا |
| دی حق نے تجھے بادشہی حسن نگر کی | یہ کشورِ ایران مین سلیمان سے کہون گا |
| زخمی کیا مجکو تری پلکون کی انی نے | یہ زخم ترا خنجرِ و بھالان سے کہون گا |
| بے صبر نہ ہو ای ولی اس درد سے ہرگاہ | جلدی سے ترے درد کی درمان سے کہون گا |

ذیل کی غزل کے لفظون کو دیکھو کیسے چھوٹے چھوٹے اور سادے ہین ؎

بیوفائی نکر خدا سون ڈر — جگ ہنسائی نکر خدا سون ڈر
ہی جُدائی مین زندگی مشکل — آ جدائی نکر خدا سون ڈر
اُس سُون جو آشنائی ڈر کرہے — آشنائی نکر خدا سون ڈر
آرسی دیکھ کر نہ ہو مغرور — خودنمائی نکر خدا سون ڈر

اے ولی غیر آستانۂ یار
جبہ سائی نہ کر خدا سون ڈر

جس وقت اے سریجن تو بے حجاب ہوگا — ہر ذرہ تجھ جھلک سون جون آفتاب ہوگا
مت جا چمن مون لالہ بلبل پہ مت ستم کر — گرمی سے دن تجھ نگہ کی گلگل گلاب ہوگا
مت آئینہ کو دکھلا اپنا جمال روشن — تجھ مکھ کی تاب دیکھے آئینہ آب ہوگا
نکلا ہی وہ ستمگر تیغ ادا کون لے کر — سینہ پہ عاشقان کے اب فتحیاب ہوگا
رکھتا ہی کیون جفا کون مجھ پر روا اے ظالم — محشر مین تجھ سین آخر میرا حساب ہوگا
مجھ کون ہوا ہی معلوم اے مست جام خوبین — تجھ انکھڑیان کے دیکھے عالم خراب ہوگا

ہاتف نے یون دیا ہی مجکو ولی بشارت
اُس کی گلی مین جا تو مقصد شتاب ہوگا

محمد شاہ کی سلطنت کے دوسرے یا تیسرے برس ولی پھر دہلی آیا محمد شاہ نے ۱۷۱۹ء سے ۱۷۴۸ء تک سلطنت کی جب ولی دوسری دفعہ یہان آیا تو اپنا دیوان بھی ساتھ لایا۔ اُس دیوان کو پڑھ کر دہلی والون کو بھی شاعری کا شوق ہوا۔

اور دیکھتے دیکھتے شاعرون کے دو بڑے گروہ پیدا ہوگئے - ایک گروہ کا اُستاد ظہور الدین حاتم تھا اور دوسرے کا خانِ آرزو - اِن کی اصلاح اور تربیت کی بدولت اُردو نظم مین بڑا زور اور جوش پیدا ہوگیا اور سودا - میر تقی - مرزا جان جاناں - خواجہ میر درد - وغیرہ کی وہ غزل خوانیان شروع ہوئین جنھون نے اُردو زبان مین فارسی نظم کی رنگینی اور قوّت بھردی اور اس کے سوکھے ساکھے تن مین زندگی کا دم پھونک دیا - گلیون کوچون مین - گھرون اور بازارون مین - یہان تک کہ شاہی دربار مین سب کے سب اُردو غزلین گانے اور اُن کے نمکین مضمونون سے اپنے دل بہلانے لگے - اِتنے مین زمانہ کا رنگ کچھ بدلنے لگا اور مغلون کی سلطنت پر دشمنون کا وار شروع ہوا - ۱۷۳۹ء مین نادر شاہ نے دہلی کو لوٹا اور کرورون روپیون کا مال یہان سے لے گیا - مغل بادشاہون کا نہایت بیش قیمت تخت طاؤس بھی اُس کے ساتھ گیا - پھر ۱۷۵۶ء مین احمد شاہ دُرّانی نے دہلی لوٹی - بعد اس کے ۱۷۵۹ء مین مرہٹون نے دہلی پر قبضہ کرلیا - سلطنت تباہی مین آگئی - امیر اُمَرا مٹنے لگے - مشاعرے پھیکے ہوگئے - مجلسین درہم برہم ہوئین - لکھنؤ مین اُسوقت بڑی رونق تھی اور وہان کے نوّاب بڑے فیاض اور قدردان تھے - اہل کمال اُن کی شہرت سُنکر سیدھے مُنھ اُٹھائے وہین چلے گئے - اب دہلی کی طرح لکھنؤ بھی شعر و سخن کا مرکز ہوا اور شاعرون کو جاگیرین اور وظیفے ملنے لگے - لکھنؤ کے مشاعرے اور محفلین دہلی کے شاعرون سے آباد ہوئین اور وہان کی آب وہوا مین رہکر اُردو نظم نے وہ خوش رنگی - نزاکت اور شیرینی حاصل کی

جو بیان سے باہر ہی۔ رفتہ رفتہ خود لکھنؤ کی مٹی سے ایسے لوگ اُٹھے جو اپنے کلام سے دلون مین آگ لگانے لگے۔ چنانچہ اگر کوئی اس کا ثبوت چاہتا ہی تو وہ آتش اور ناسخ۔ انیس اور دبیر کے کلام کو ذرا پڑھ کر دیکھے۔

اگرچہ لکھنؤ بھی شعروسخن کا مرکز بنگیا۔ تو بھی دہلی مین جو اس کا وطن تھا برابر شاعرون کا جمگھٹا رہا۔ اور جب یہان بادشاہون کو ذرا بھی موقعہ ملا اُنھون نے بھی شاعرون کی قدردانی کی۔ اٹھارھوین صدی کے آخر مین شاہ عالم ثانی دہلی کا بادشاہ ہوا۔ یہ خود بھی شاعر تھا اور آفتاب اِس کا تخلّص تھا۔ اِس بادشاہ نے اُردو نظم مین چار دیوان تصنیف کئے۔ خدا کی شان دیکھو۔ شاہجہان اور اورنگ زیب کی اولاد کو اُردو شاعری مین نام حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ کس کی عربی اور کس کی فارسی؟ اب تو اُردو ہی سب کی نظرون مین پیاری ہو گئی۔ اور جس طرح لکھنؤ مین غدر کے زمانہ تک اس کا چراغ روشن رہا۔ اسی طرح دہلی مین بھی چارون طرف اسی کا اُجالا تھا۔

اُردو نظم نے اب اپنا سکّہ ایسا جمایا کہ لوگ باگ شاعرون کے کلام سے سند پکڑنے لگے۔ اگر کبھی کسی استعارے یا محاورے پر بحث ہو پڑتی تو کسی شاعر کے کلام سے ثبوت نکال کر پیش کردیتے تھے۔ اُردو نظم کی خوبی اور عیب کو ہم پیچھے بتائین گے۔ یہان فقط یہی دکھانا ہی کہ نظم کی بدولت اُردو کو اب علمی اور تہذیبی زبان کا رتبہ ملا۔ شاعر جو کچھ کہتے تھے بہت سوچ سمجھ کر اور نہایت فصیح پیرایہ مین کہتے تھے۔ اور سُننے والے جھٹ اس کو یاد کر لیتے تھے۔ اُن کی زبان پر نہ کسی کو اعتراض ہوسکتا تھا نہ کلام

اور اُن ہی کی دن رات کی کوششون سے عجیب سلاست اور زور - خوبصورتی اور رنگینی اُردو مین آگئی - اور جب تک اُن کا کلام ہمارے پاس رہے گا اُردو زبان کو ہرگز زوال نہ ہوگا -

ولی کی غزلون کے نمونہ سے ظاہر ہی کہ اُردو مین اُس وقت تک پوری صفائی اور سلاست نہین پیدا ہوئی تھی - ضرور تھا کہ ایسے لوگ اُٹھین جو زبان اُردو کو خراط چڑھائین اور لفظ لفظ مین فصاحت اور خوبصورتی کی جھلک پیدا کردین - وہ شخص جنھون نے اِس کام کو انجام دیا چار تھے یعنی مرزا جان جاناں سودا - میر تقی اور خواجہ میر درد - ان چارون اُستادون کے نام پہلے بھی آچکے ہین - اُردو زبان پر اِن کا بہت بڑا احسان ہی کیونکہ اِن ہی کی محنتون سے اُردو زبان مین صفائی اور چمک دمک پیدا ہوئی ولی نے فقط ایک نیا ڈھنگ قائم کردیا تھا اور اُردو نظم کے باغ کی داغ بیل لگائی تھی - ان چارون بزرگون نے اُس باغ کی زمین کا کندن کیا - سارے پتھر اور روڑے نکال کر پھینکے - کوڑا کرکٹ اور جھاڑ جھنکار سب صاف کیا - الگ الگ روشین بنائین اور کیاریان لگائین - اور اُن کو اس طرح پانی دیا کہ سارے باغ مین بیل بوٹے لہک اُٹھے - اِن چارون کے آگے دو مشکلین تھین - ایک تو انھین بھاشا کے اُن لفظون کو چھانٹنا تھا جو فارسی اور عربی لفظون کے ساتھ پورے طور پر میل نہین کھاتے - دوسرے انھین فارسی نظم کے محاورون کو اُردو مین اُتارنا تھا - یہ دونون کام نہایت مشکل تھے - مگر اِن دونون مین وہ کامیاب ہوئے - اور اُردو زبان مین وہ تاثیر اور قوت پیدا

کردی کہ اُن کے بعد ذوق اور غالب اور حالی کو اپنی جادو بیانی اور نازک خیالی کا موقعہ ملا۔

مرزا جان جاناں ۔سودا۔ میر تقی اور خواجہ میر درد۔ اُٹھارویں صدی کے شاعر تھے۔ ذوق ۔غالب۔ داغ اور حالی۔ اُنیسویں صدی میں ہوئے ہین ۔اب ہم اٹھارویں صدی کے کلام کا کچھ نمونہ دیکر دکھائین گے کہ اٹھارھویں صدی مین کیسی اُردو بولی جاتی تھی۔

مرزا جان جاناں کا تخلص مظہر تھا۔ ذیل کی غزل اُن ہی کی ہے۔ ذرا غور سے دیکھنا کہ فارسی اور عربی لفظ اور استعارے اور تشبیہیں کس خوبی کے ساتھ اُردو مین جمائی گئی ہین۔

چلی اب گُل کے ہاتھوں سے لُٹا کر کاروان اپنا
نہ چھوڑا ہائے بُلبل نے چمن مین کچھ نشان اپنا

یہ حسرت رہگئی کیا کیا مزے سے زندگی کرتی
اگر ہوتا چمن اپنا گُل اپنا باغبان اپنا

الم سے یان تلک روئین کہ آخر ہوگئین رُسوا
ڈُبایا ہائے آنکھون نے مژہ کا خاندان اپنا

رقیبان کی نہ کچھ تقصیر ثابت ہی نہ خوبان کی
مُجھے ناحق ستاتا ہی یہ عشق بدگمان اپنا

میرا جی جلتا ہی اس بُلبل بیکس کی غربت پر
کہ جس نے آسرے پر گُل کے چھوڑا آشیان اپنا

جو تو نے کی سو دشمن بھی نہین دشمن سے کرتا ہی
غلط تھا جانتے تھے تجھکو جو ہم مہربان اپنا

کوئی آزردہ کرتا ہی سجن اپنے کو ہے ظالم
کہ دولت خواہ اپنا مظہر اپنا جان جان اپنا

اب ایک سودا کی غزل نقل کی جاتی ہی۔ اس کا نام مرزا محمد رفیع تھا۔ اور اس کے کلام پر دہلی کو فخر ہی۔ اُس کے شعرون مین ہر طرح کا رنگ جھلکتا ہی وہ ہجو کرنے مین

یکتا تھا۔ سہ

| | |
|---|---|
| جو گذری مجھ پہ اُسے مت کہو ہُوا سو ہُوا | بلاکشانِ محبّت پہ جو ہُوا سو ہُوا |
| مَبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر | مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہُوا سو ہُوا |
| پہنچ چُکا ہی سرِ زخمِ دل تلک یارو | کوئی سِیو کوئی مرہم کرو ہُوا سو ہُوا |
| کہے ہی سُنکے مِری سرگذشت وہ بے رحم | یہ کَون ذکر ہی جانے بھی دو ہُوا سو ہُوا |
| خدا کے واسطے آدر گذر گُنہ سے مِرے | نہ ہوگا پھر کبھی ای تُند خو ہُوا سو ہُوا |
| یہ کَون حال ہی احوالِ دِل پہ ای آنکھو | نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہُوا سو ہُوا |

دیا اُسے دِل و دین اب یہ جان ہی سودا
پھر آگے دیکھیے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا

میر محمد تقی لیاقت اور کلام مین بڑے زبردست مانے گئے ہین۔ دہلی کے بادشاہ شاہِ عالم کے دربار مین وہ کچھ مُدّت تک رہے۔ مگر جب یہان گذارہ کی کوئی اچھی صورت نہ دیکھی تو دِل تنگ ہو کر لکھنؤ چلے گئے۔ وہان پہنچتے ہی معلوم ہوا کہ آج کہین مشاعرہ ہے آپ بھی وہان وقت پر تشریف لے گئے اور ایک گوشہ مین جا بیٹھے۔ لکھنؤ کے بانکے ان کی پوشش اور انداز پر ہنس پڑے۔ جب کسی نے پوچھا کہ آپ کا وطن کہان ہی تو اُسی وقت بیٹھے بیٹھے یہ شعر کہے سہ

| | |
|---|---|
| کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو | ہمکو غریب جانکے ہنس ہنس پُکار کے |
| دِلّی جو ایک شہر تھا عالم مین انتخاب | رہتے تھے منتخب ہی جہان روزگار کے |
| اُس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا | ہم رہنے والے ہین اُسی اُجڑے دیار کے |

اِن کو سُنتے ہی سب سمجھ گئے کہ یہ صاحبِ کمال ہین اور بڑے ادب سے مرتے دم تک پیش آئے - میر صاحب کے چھ دیوان ہین اور انکا کلام پاکیزہ اور سلیس مانا گیا ہے - انکی ایک مشہور غزل یہان نقل کی جاتی ہے - ذرا محاورون کو دیکھنا کیسے بھلے معلوم ہوتے ہین

کوفت سے جان لب پہ آئی ہے | ہم نے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہے
لکھتے رقعہ لکھے گئے دفتر | شوق نے بات کیا بڑھائی ہے
آرزو اُس بلند بالا کی | کیا بلا میرے سر پہ لائی ہے
دیدنی ہے شکستگی دل کی | کیا عمارت غمون نے ڈھائی ہے
ہے تصنّع کہ لعل ہین وہ لب | یعنی اِک بات سی بنائی ہے
دِل سے نزدیک اور اتنا دُور | کس سے اُس کو کچھ آشنائی ہے
بے ستون کیا ہے؟ کوہ کن کیسا؟ | عشق کی زور آزمائی ہے
جس مَرَض مین کہ جان جاتی ہے | دلبرون ہی کی وہ جدائی ہے
یان ہوئے خاک سے برابر ہم | وان وہی ناز و خود نمائی ہے

مرگِ مجنون سے عقل گم ہے میر
کیا دِوانے نے موت پائی ہے

خواجہ میر درد - اُردو زبان کے چار رُکنون مین سے ایک ہین دیوان اِن کا مختصر مگر کلام دلسوز ہے - ذیل کی غزل ان ہی کی ہے -

تہمتِ چند اپنے ذمے دھر چلے | جس لئے آئے تھے سو ہم کر چلے
زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے | ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے

کیا ہمین کام اُن گلون سے ای صبا
ایک دم آئے اِدھر اودھر چلے

دوستو! دیکھا تماشا یان کا بس
تم رہو اب ہم تو اپنے گھر چلے

آہ بس مت جی جلا تب جانئے
جب ترا افسون کوئی اُس پر چلے

شمع کی مانند ہم اُس بزم مین
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

ہم نہ جانے پاتے باہر آپ سے
وہ ہی آڑے آگیا جیدھر چلے

ہم جہان مین آئے تھے تنہا ولے
ساتھ اپنے اب اُسے لے کر چلے

جون شرر ای ہستی بے بود یان
بارے ہم بھی اپنی باری بھر چلے

ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

دؔرد کچھ معلوم ہی یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

ہم نے اٹھارہوین صدی کے کافی نمونے دے دیئے ہین۔ اِن کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اٹھارھوین صدی کی اُردو ولی کے زمانہ کی اُردو سے بدرجہا صاف اور پُرمعنی ہے۔ لفظ لفظ مین شوخی ہے اور غزلین تاثیر مین ڈوبی ہوئی ہین۔ اُنیسوین صدی کے شاعر بھی جو غدر سے پہلے ہوئے عنقریب یہی رنگ و جوہر دکھاتے ہین۔

اُردو نظم کا سب سے بڑا دھبّا یہ ہے کہ اس مین اکثر صرف شاعرانہ نازکخیالی ہے۔ فرضی محبّت کی غیر مفید باتین اس مین شروع سے آخر تک بھری ہین۔ زبان تو بے شک صاف وسلیس ہوتی گئی اور شاعرون کی بدولت بے شمار

محاورے بھی رائج ہو گئے۔ لیکن عاشقانہ مضمون کو چھوڑ اور کسی طرف اُردو نظم نے بہت کم رُخ کیا۔ اس لیے اور مضمون کو مؤثر طور پر ادا کرنے کی قابلیت اس مین کم ہے۔ ہان! اتنا ضرور ہوا کہ ایک نہایت ہی میٹھی اور پُر جوشش زبان تیار ہو گئی جس کے دامن پھولون اور موتیون سے بھرے ہین اور جس کی امیری اور شیرینی بڑی بڑی زبانون کو شرمندہ کر دیتی ہے۔ جنھین یہ پیاری زبان میراث مین ملی ہے اُن کا فرض ہے کہ اِس مین ایسی کتابین لکھین اور مضمون باندھین جو پڑھنے والون کے لئے ہر طرح سے فائدے مند ہون۔

# گیارھوان باب

## نئی اُردو۔ نثر کی اِبتدا اور ترقّی

ہم نے پچھلے باب مین کچھ حال اُردو نظم کا دیا ہے۔ اُس سے معلوم ہوا کہ شاعرون کی کوششون سے اُردو زبان مین رنگینی اور لطافت۔ زور اور جوشش پیدا ہو گیا۔ مگر اُنھون نے غضب یہ کیا کہ اپنی ساری دماغی قوّت فرضی محبّت اور فرضی جدائی کی تصویرین کھینچنے مین صرف کی۔ بے شک اُن کے ہاتھ کے لگائے ہوئے باغ خوشبودار پھولون سے مہک رہے ہین اور ہم خوشی خوشی اُن ہی پھولون کو توڑ کر اپنے اور اپنے ساتھیون کے لیئے مالا اور گجرے اور ہار بناتے ہین۔ اُنھین اپنی

مینرون پر رکھتے اور اُن ہی کے گلدستون سے اپنے طاقون کو سجاتے ہین۔ مگر ہم یہ پوچھتے ہین کہ پھولون کے سوا کوئی اور چیز بھی ہمین اُن کے گلشنون مین نظر آتی ہی؟ چاہے ہم اُن پھولون سے کھیلین چاہے اُن کا عطر کھنچوائین۔ اُن کی گمک سے دماغ معطّر اور اُن کے جوبن سے دِل باغ باغ ہو جاتا ہی۔ پر کہین کوئی پھلدار اور میوہ دار پیڑ بھی اس چمن مین ہی؟ ہار اور عطر مشاعرون اور محفلون مین ضروری ہین پر ان کے علاوہ روزمرّہ کی زندگی کے لئے اور اور چیزین بھی ضروری ہین۔ ہم دن رات تو عطر اور ہار سے کام نہین لیتے۔ ہمین دُنیا مین جینا بھی ہے۔ اور جہان اَور قومین علم و حکمت مین ترقی کر رہی ہین۔ ہمین بھی تو کچھ کرنا ہے۔ شاعرون کے ہم شکر گزار ہین کہ اُنھون نے دل بہلانے کا ایک شغل نکالا۔ آپ بھی خوب قہقہے مار مار کر ہنسے اور دوسرون کو بھی ہنسایا۔ اور ساتھ ہی ساتھ زبان اُردو کو آئینہ کی طرح چمکا دیا۔ مگر ترقّی کا بھی کوئی رستہ نکالا یا برابر اپنے ہی گلشن کی پھلواریون مین سیر کرتے اور پریون اور حورون کا خواب دیکھتے رہے؟ آج کے دن کیسا انمول ذخیرہ ہمارے پاس ہوتا اگر نظم کے علاوہ حکمت اور اخلاق۔ مذہب اور تاریخ کی کتابین یہ بزرگ تصنیف کرتے۔ ہمارے بچّون کی گودین۔ لڑکیون کی چوٹیان اور جوانون کے دامن اُن موتیون سے بھرے ہوتے جنکا آج ہماری دُکانون اور بازارون مین کال ہے۔ ہم علمی باتون کے لئے دَر دَر محتاج نہ پھرتے اگر ہمارے پاس بھی علمی کتابین ہوتین۔ مشاعرے سونے ہین اور محفلون کے چراغ گُل ہو گئے۔ وہ بلبلین اُڑ گئین اور وہ گلشن

ویران ہین جہان پہلے لوگ ہاگ ہنتے کھیلتے آتے اور جھومتے جھامتے چلے جاتے تھے۔ دنیا کے بازار مین اب حکمت کی مانگ ہے اور سب اسی کے خریدار ہین۔ وہ ناچ رنگ کے وقت گئے اب تو زمانہ سب کو ناچ نچا رہا ہے۔ اور چارون طرف یہی پکار رہے کہ چاندنی راتین گئین۔ اپنی اپنی بتیان بالو اور اپنے اپنے فانوس روشن کرو۔ اور اپنے اپنے بزرگون کی وہ تصنیفین پڑھ کر سناؤ جو لڑکیون اور لڑکون۔ عورتون اور مردون سب کے لئے مفید ہون۔ افسوس! ہم کیا پڑھین؟ اگر ہمارے پاس کچھ ہے بھی تو ادھورا یا کچا پکا۔ یا غزلین ہین یا داستانین۔ اس رام کہانی کے سوا اور کچھ ہین نہین آتا۔ تعجب آتا ہے کہ سودا اور میر کے زمانے مین صاف اور فصیح اور پُرزور اُردو بولی جائے لیکن نثر مین کتابین نہ لکھی جائین۔ اس کا فقط ایک ہی سبب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر جگہ فارسی کا مطالعہ ہوتا تھا اور شاہی دفترون مین سب کچھ فارسی زبان مین لکھا جاتا تھا۔ فارسی مین علمی کتابین بہت ہین اور یہی خیال کیا گیا کہ فارسی کو چھوڑ کر اُردو مین ایسی کتابین لکھنی گویا اپنے وقت کو ضائع کرنا ہو۔ دہلی مین اُس وقت بادشاہی تھی اور مُغل بادشاہ گو اُردو بولنے لگے تھے۔ تو بھی عدالتی کارروائیان فارسی مین ہوتی تھین کیونکہ اسی زبان مین بابر اور ہمایون کے وقت سے کیا قطب الدین ایبک کے زمانے سے سب کچھ ہوتا چلا آیا تھا اور فارسی کے سامنے ایسے حال مین اُردو کی دال گلنی مشکل تھی۔ پس ہم دیکھتے ہین کہ اُردو نثر مین کتاب لکھنے کی ضرورت

کسی نے محسوس نہ کی۔ اور اگر کسی نے شروع مین کچھ لکھا بھی تو اُردو تصنیف سے اُسے اُس وقت کوئی خاص شہرت حاصل نہ ہوئی۔

اُردو نثر کی طرف بزرگون کی توجہ نہ ہونے سے آج نہ فقط ہمارے پاس اُس زمانہ کی کوئی اچھی علمی تصنیف نہین بلکہ علمی اصطلاحون کی بھی کمی ہے اور زبان اُردو باوجود اپنی امیری کے کوئی بڑا علمی درجہ نہین رکھتی۔ اگر ہم چاہین کہ لڑکیون اور لڑکون کے ہاتھ مین اُردو کتابین دین جن سے اُنھین علمی اور اخلاقی فائدہ ہو تو ایسی کتابین بہت کم ہین۔ اب تو رفتہ رفتہ ایسے لوگ پیدا ہوتے جاتے ہین جو اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہین۔ مگر افسوس یہی ہے کہ پرانے وقتون کا کوئی اچھا ذخیرہ ہمارے پاس نہین۔

اُردو کی تاریخ مین یہ ایک عجیب بات ہی کہ نظم اور نثر دونون کو باہر والون سے تحریک ملی نظم کا کچھ حال ہم لکھ چکے ہین۔ اب نثر کی کہانی سُنو۔ سترھوین صدی مین اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین انگریز بمبئی۔ سورت۔ مدراس اور کلکتہ مین آباد تھے۔ آہستہ آہستہ اُن کی طاقت بڑھی اور اٹھارھوین صدی مین ایک اچھی خاصی سلطنت کے یہ مالک ہوے۔ کلکتہ مین ان کا بڑا قلعہ تھا اور اُس قلعہ کے متعلق ایک کالج تھا اِس کالج مین افسرون کو اُردو بھی پڑھائی جاتی تھی۔ مگر دقّت یہ تھی کہ نثر مین معقول کتابین نہین تھین جو نصاب مین داخل کی جاتین۔ لہذا بڑی ضرورت ہوئی کہ اُردو کے عالمون کو انعام و اکرام کی ترغیب دیکر کہا جائے کہ اُردو نثر مین

تھوڑی سی تصنیفین بہم پہنچائین ڈاکٹر جان گلکرسٹ صاحب اُس وقت فورٹ ولیم کالج کے تعلیمی محکمہ کے مہتمم تھے - اُنھون نے اُردو اور ہندی کے عالمون کو کلکتہ بلوا کر اُن سے اُردو اور ہندی مین کتابین لکھوائین - یون اُردو اور ہندی مین سندی کتابین تصنیف ہوئین - اور یہی اس زمانہ کی یادگارین ہین اِن کا تھوڑا سا حال ذیل مین دیا جاتا ہے -

میر محمد عطا حُسین خان تحسین نے ۱۷۹۸ع مین امیر خسرو کی مشہور فارسی کتاب چہار درویش کا ترجمہ اُردو مین ختم کیا - یہ غالباً سب سے پہلی اُردو تصنیف تھی اور اُس کا نام نوطرز مرصع تھا - ۱۷۹۹ع مین میر شیر علی افسوس نے باغ و بہار اُردو لکھی - یہی دو کتابین اٹھارھوین صدی کے اخیر کی اُردو نثر کی نشانی ہین - اُنیسوین صدی مین اُردو نثر نے اپنا زور دکھایا - اس لیئے یہ کہنا بالکل سچ ہے کہ اُردو نثر اُنیسوین صدی کی بیٹی ہے - اس صدی کے شروع مین فورٹ ولیم کالج کے استعمال کے لیئے کئی کتابین تصنیف ہوئین سید محمد حیدر بخش حیدری نے طوطا کہانی - آرائش محفل - دہ مجلس - گلزار دانش اور تاریخ نادری لکھی - سید حیدری کی تصنیفین ۱۸۰۱ع سے شروع ہوئین اور ۱۸۲۸ع مین اُن کا انتقال ہوا - میر بہادر علی حسینی نے ۱۸۰۲ع مین اخلاق ہندی اور نثر بے نظیر لکھی میر امّن لطف دہلوی نے باغ وبہار لکھی - یہ کتاب بھی نو مُرصّع کی طرح امیر خسرو کی چہار درویش کا

ترجمہ ہے۔ فرق اِن دونون ترجمون مین صرف اتنا ہے کہ میر اَمَّن نے
چہار درویش کا قصّہ تو وہی رکھا جو امیر خسرو کا ہے۔ مگر فارسی اصل کی پیری
نہین کی۔ بلکہ دہلی کی اُردو مین وہ قصّہ لکھا ہے۔ برعکس اس کے تحسین نے
نوطرز مرصّع مین فارسی اصل کے ڈھنگ کو بھی قائم رکھا اور لفظون کی بھی
رعایت کی۔ باغ و بہار کی طرز عبارت اب تک اُردو والون کو بہت
پسند ہے اور وہ بڑے شوق سے اُسے پڑھتے ہین۔ میر اَمَّن نے باغ و بہار
۱۸۰۱ء مین لکھنی شروع کی اور ۱۸۰۲ء مین اُسے ختم کیا۔ اسی سال اُنھون نے
حسین واعظ کاشفی کی فارسی کتاب اخلاق محسنی کی طرح اُردو مین ایک
کتاب لکھی اور اُس کا نام گنج خوبی رکھا۔ اس کتاب مین اُنھون نے سادہ
لفظون مین اخلاق کے اصول بیان کیے ہین۔ حفیظ الدین احمد نے
۱۸۰۳ء مین ابوالفضل کی فارسی کتاب عیارِ دانش کا ترجمہ اُردو مین
کیا اور اُس کا نام خرد افروز رکھا نہال چند لاہوری نے گُل بکاؤلی کی
فارسی مثنوی کا ترجمہ اُردو مین کیا اور اُسے مذہب عشق نام دیا۔ کاظم علی جوان
نے اُردو مین شکنتلا ناٹک اور دستور ہند لکھی۔ ان عالمون کے ہم شکر
گزار ہین کہ انھون نے بڑی جانفشانی سے اُردو نثر مین ایسی کتابین لکھی ہین
جو زبان اور طرز کے اعتبار سے اب تک سبھون کو نمونے کا کام دیتی ہین۔ یہ بزرگ
نثر کی عمارت کے اُٹھانے والے ہین اور اُن کی برکت سے اُردو مین اور لطافت
اور پاکیزہ کلامی پیدا ہوگئی۔ اب کچھ تھوڑا سا نمونہ بھی اُنیسوین صدی کے شروع

کی اُردو کا دیا جاتا ہے- باغ و بہار مین جسے میر امّن نے ۱۸۰۲ء مین لکھا پہلا درویش اپنا قصّہ یون شروع کرتا ہے-

ای یاران میری پیدایش اور وطن بزرگون کا مُلکِ یمن ہے - والد اس عاجز کا مَلِکُ التجار خواجہ احمد نام سوداگر بڑا تھا- اُس وقت مین کوئی مہاجن یا بیوپاری اُن کے برابر نہ تھا- اکثر شہرون مین کوٹھیان اور گماشتے خرید و فروخت کے واسطے مقرر تھے- اور لاکھون روپئے اور نقد اور جنس مُلک مُلک کی گھر مین موجود تھی- اُن کے یہان دو لڑکے پیدا ہوئے- ایک تو یہی فقیر جو کفنی سیلی پہنے ہوئے مرشدون کے حضور مین حاضر اور بولتا ہے- دوسری ایک بہن جس کو قبلہ گاہ نے اپنے جیتے جی اور شہر کے سوداگر بچّے سے اُس کی شادی کر دی تھی- وہ اپنی سُسرال مین رہتی تھی- غرضکہ جس گھر مین اتنی دولت اور ایک لڑکا اُس کے لاڈ پیار کا کیا ٹھکانا ہے- مجھ فقیر نے بڑے چاؤ چوز سے مان باپ کے سایہ مین پرورش پائی اور پڑھنا لکھنا اور سپاہ گری کا کسب و فن اور سوداگری کا بہی کھاتہ روزنامچہ سیکھنے لگا- چودہ برس تک نہایت خوشی اور بے فکری سے گذری- اور کچھ دُنیا کا اندیشہ دل مین نہ آیا- یک بیک ایک ہی سال مین والدین قضائے الٰہی سے مر گئے- عجب طرح کا غم ہوا جس کا بیان نہین کر سکتا- یکبارگی یتیم ہو گیا- کوئی سر پر بوڑھا بڑا نہ رہا- اس مصیبت ناگہانی سے رات دن رویا کرتا تھا- کھانا پینا سب چھوٹ گیا- چالیس دن جون تون کر کے کٹے- چہلم مین اپنے بیگانے چھوٹے

بڑے جمع ہوئے ۔ جب فاتحہ سے فراغت ہوئی سب نے فقیر کو باپ کی پگڑی بندھوائی
اور سمجھایا کہ دُنیا مین سب کے مان باپ مرتے آئے ہین اور اپنے تئین بھی ایک
روز مرنا ہے پس صبر کرو اور اپنے گھر کو دیکھو ۔ اب باپ کی جگہ تم سردار ہوئے ۔ اپنے
کاروبار لین دین سے ہوشیار ہو ۔ وہ تسلّی دیکر رخصت ہوئے ۔ گماشتے کاروباری
نوکر چاکر جتنے تھے آن کر حاضر ہوئے ۔ نذرین دین اور بولے ۔ کوٹھی نقد و جنس کی اپنی
نظر مبارک سے دیکھ لیجیے ۔ یکبارگی جو اس دولت بے انتہا پر نگاہ پڑی آنکھین کھُل گئین ۔
دیوانخانے کی تیاری کو حُکم کیا ۔ فراشون نے فرش بچھا کر جھٹ پردے چلمنین
پُرتکلّف لگا دین اور اچھّے اچھّے خدمتگار خوش دیدار نوکر رکھے ۔ سرکار سے زرق برق
کی پوشاکین بنوا دین ۔ فقیر مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھا ۔ ویسے ہی آدمی غُنڈے
پھانکڑے مفت بر کھانے پینے والے جھوٹے خوشامدی آکر آشنا ہوئے اور
مصاحب بنے ۔ اُن سے آٹھ پہر کی صحبت رہنے لگی ۔ ہر کہین کی باتین اور زٹلین
واہی تباہی ادھر اُدھر کی کرتے اور کہتے ۔ اس جوانی کے عالم مین کیت کی شراب
یا گُل گلاب کھنچوائیے ۔ نازنین معشوقون کو بلوا کر اُن کے ساتھ پیجیے اور عیش
کیجیے ۔ غرض آدمی کا شیطان آدمی ہے ۔ ہر دم کے کہنے سے اپنا مزاج بھی
بہک گیا ۔ اور شراب اور ناچ اور جوئے کا چرچا شروع ہوا ۔ پھر تو یہ نوبت
پہنچی کہ سوداگری بھول کر تماش بینی اور دینے لینے کا سودا ہوا ۔ اپنے نوکر اور
رفیقون نے جب یہ غفلت دیکھی تو جو جس کے ہاتھ پڑا لے گیا ۔ گویا لوٹ مچا دی ۔
کچھ خبر نہ تھی کتنا روپیہ خرچ ہوتا ہے اور کہان سے آتا ہے اور کدھر جاتا ہے ۔

مالِ مفت دلِ بے رحم۔ اس فضول خرچی کے آگے اگر گنج قارون کا ہوتا تو بھی وفا نہ کرتا۔ کئی برس کے عرصے مین یہ حالت ہوئی کہ فقط ٹوپی اور لنگوٹی باقی رہی۔ آشنا دوست جو دانت کاٹی روٹی کھاتے تھے اور چمچہ بھر خون اپنا ہر بات مین نثار کرتے تھے کافور ہو گئے۔ بلکہ راہ باٹ مین اگر کہین بھینٹ ملاقات ہو جاتی تو آنکھین چُرا کر مُنھ پھیر لیتے۔ کوئی بات کا پوچھنے والا نہ رہا جو کہے یہ کیا تمھارا حال ہوا۔ سوائے غم اور افسوس کے کوئی رفیق نہ ٹھیرا۔ اب دمڑی کی ٹُھڈّیان مُیسّر نہین جو چبا کر پانی پیون۔ دو تین فاقے کڑاکے کے کھینچے۔ تاب بھوک کی نہ لاسکا لاچار بیحیائی کا بُرقع مُنھ پر ڈالکر یہ قصد کیا کہ بہن کے پاس چلیئے

اس طرح کی اُردو اُنیسوین صدی کے شروع مین بولی جاتی تھی۔ کلکتہ کے فورٹ ولیم کالج کی بدولت اس اُردو کو کتابی صورت مین رواج ہوا۔ اِدھر وہ مصنّف جن کا ذکر اُوپر ہوا اپنا کام کر رہے تھے۔ اُدھر ایک اور بزرگ اپنے مذہبی وعظون کو اس عام فہم اور پُر لطف زبان مین پھیلانے کی کوشش مین لگے تھے۔ اور جب مذہب کا ہاتھ کسی زبان پر ہوتا ہے تو وہ زبان بہت جلد ترقی کرتی ہے۔ یہ بزرگ سیّد احمد تھے جو ہند مین وہابی فرقے کے بانی ہوئے ہین۔ یہ ۱۷۸۲ء مین پیدا ہوئے اور شاہ عبد العزیز اور اُن کے بھائی عبد القادر کے شاگرد ہوئے۔ اُس وقت شہر دہلی مین شاہ صاحب کی علمی لیاقت۔ مذہبی گرمجوشی اور حُسنِ سیرت کا چارون طرف چرچا تھا۔ اُنھون نے قرآن کی ایک تفسیر لکھی ہے جس کا نام تفسیر عزیزیہ ہے اور اُن کے بھائی عبد القادر نے ۱۸۰۳ء مین

قرآن کا ترجمہ اُردو مین کیا۔ان دونون بھائیون کے قدمون مین رہکر سید احمد نے بہت بڑی علمی لیاقت پیدا کی اور اپنے پُرجوش وعظ شروع کئے۔ تھوڑے ہی عرصہ مین بہت سے مسلمان اُن کے پیرو ہو گئے اور شمالی ہند مین عجیب مذہبی تحریک قائم ہو گئی۔ پھر وہ کلکتہ ہوتے ہوئے مکّہ کو حج کے لیئے گئے اور حج کے بعد قسطنطنیہ تشریف لے گئے۔ وہان اُن کی بڑی خاطر ہوئی اور عنقریب چھ برس تک وہ سلطانِ روم کی عملداری مین اِدھر اُدھر گشت کرتے رہے۔ ہند کو واپس آکر اُنھون نے جہاد کی ترغیب دی اور ۱۸۳۱ء مین مقتول ہوئے۔اُن کا ایک بڑا سرگرم پیرو تھا جس کا نام اسمٰعیل تھا۔یہ شخص بڑا زبردست مصنّف تھا اس نے ایک مشہور کتاب لکھی ہے جس کا نام تقویۃُ الایمان ہے۔سید احمد کے پیروون نے اور بھی کتابین لکھی ہین جو اب تک موجود ہین۔پس ہم دیکھ سکتے ہین کہ مذہب کے سبب سے اُردو نثر کو کیسی ترقی ہوئی۔

اب اُردو زبان مین اتنی قوّت اور قابلیت پیدا ہو گئی اور ساتھ ہی اس کے اس نے اس قدر رواج پایا کہ سب اسی کو لکھتے اور بولتے تھے اور اسی کے علمی رتبہ کو بڑھانے کی کوشش کرنے لگے۔ اس حال کو دیکھ کر آخر ۱۸۳۵ء مین سرکاری دفترون اور عدالت گاہون سے فارسی ہٹائی گئی اور اُردو مین ساری کارروائیان تحریر ہونے لگین۔جب یہ سارے سبب مل گئے اور اُردو علمی اور درباری زبان ہو گئی اور اُدھر مشرقی اور مغربی تعلیم کا بھی زور ہوا تو اُردو مین اخبار جاری ہوئے اور لوگ شوق سے اُنھین خریدنے اور پڑھنے لگے۔اتنے مین ۱۸۳۷ء مین دہلی مین

لوحی چھاپہ خانے قائم ہوئے اور اُردو کتابین اور اخبار کثرت سے چھپنے اور بکنے لگے - اب تو چارون طرف اُردو ہی اُردو کا زور ہو گیا یہان تک کہ بہادر شاہ نے جو دہلی کے آخری مغل بادشاہ تھے اپنے دربار مین اُردو عالمون اور شاعرون کو جمع کیا اور خود بھی اپنا تخلص ظفر کر کے اُردو مین شعر کہے ذوق اور غالب ان ہی کے دربار کے آفتاب اور ماہتاب تھے - ذوق نے ۱۸۵۴ء مین انتقال کیا اور غالب غدر کے بعد بارہ برس تک جیتے رہے اور ۱۸۶۹ء مین وفات پائی -

ہم نے اُنیسوین صدی کے شروع کی زبان کا نمونہ دیا ہے - اب دیکھو کہ غالب کے زمانے مین کیسی اُردو بولی جاتی تھی - اس کی کیفیت پورے طور پر غالب کے خطون سے ظاہر ہوتی ہے غالب جنکا پورا نام اسداللہ خان غالب تھا - جیسے نظم مین پوری دسترس رکھتے تھے ویسے ہی نثر کے بھی بادشاہ تھے - اُنکے خطوط اور رقعات دو کتابون مین جمع کئے گئے ہین - ایک کا نام اُردوے معلّٰی اور دوسری کا عودِ ہندی ہے - یہان ایک خط نمونہ کے طور پر عود ہندی مین سے نقل کرتا ہون -

## نواب انورالدولہ سعدالدین خان بہادر کے نام

"حضرت پیر و مرشد! اگر آج میرے سب دوست اور عزیز یہان فراہم ہوتے اور ہم اور وہ باہم ہوتے تو مین کہتا کہ آؤ اور رسم تہنیت بجا لاؤ - خدا نے پھر وہ دن دکھایا کہ ڈاک کا ہرکارہ انورالدولہ کا خط لایا ع اینکہ من بینم بہ بیداریست

یارب یا بخواب۔ منھ پیٹتا ہون اور سر پٹکتا ہون کہ جو کچھ لکھا چاہتا ہون نہین لکھ سکتا ہون۔ آلٰہی حیات جاودانی نہین مانگتا۔ پہلے انور الدولہ سے ملکر سرگذشت بیان کرون پھر اُس کے بعد مرون۔ روپیہ کا نقصان اگرچہ جانکاہ اور جانگزا ہے پر بموجب "تلف المال خلف العمر" عمر فزا ہے جو روپیہ ہاتھ سے گیا ہے اُس کو عمر کی قیمت جانیئے اور ثباتِ ذات اور بقائے عرض و ناموس کو غنیمت جانیئے۔ اللہ تعالےٰ وزیر اعظم کو سلامت رکھے اور اس خاندان کے نام و نشان و عزّو شان کو برقرار تا قیامت رکھے۔ وغیرہ"

اس نمونہ سے ظاہر ہے کہ ذوق اور غالب کے زمانہ مین فارسی اور عربی لفظ اُردو مین بہت استعمال ہوتے تھے۔ اب بھی عالمانہ اور رنگین اُردو ایسے ہی سانچے مین ڈھالی جاتی ہے اور عام طور پر سادہ لفظون کے بدلے مشکل لفظون کا لانا علمیّت کا ثبوت جانتے ہین۔ تو بھی اِس زمانہ مین سادگی اور سلاست کا زیادہ خیال کیا جاتا ہے اور یہ بھی کوشش ہی کہ جہان تک ممکن ہو بامحاورہ اُردو لکھین اور بولین۔

# بارھوان باب

## اُردو مین انگریزی کا دخل۔ اسکے فائدے اور نقصان

سب اِس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ دہلی اور لکھنؤ کی اُردو سندی اور

ٹکسالی ہے۔ اور یہ ہم پہلے بتا چکے ہین کہ اِن دونون شہرون کے بادشاہ اُردو کے عالمون اور شاعرون کی بڑی قدر کرتے اور اُنھین انعام واکرام سے ممتاز کرتے رہتے تھے۔ اِن ہی فیاض دل بادشاہون کی بدولت شاعرون کو موقع ملا کہ اُردو مین فارسی اور عربی کے رنگ ولطف کو پیدا کردین۔ اگر وہ اِن کی قدردانی اور ہمت افزائی نہ کرتے تو ان شاعرون کو ہرگز یہ حوصلہ نہ ہوتا کہ اپنا سارا سارا وقت اُردو زبان کی دُرستی اور بناوٹ مین لگائین۔ مشرقی مُلکون مین اکثر یہی ہوا ہے کہ عالمون اور شاعرون نے زبان کی آراستگی اور اصلاح مین اپنی جانین کھپائین اور بادشاہون اور سردارون نے انھین انعام اور صلے دیئے اور جو کچھ اور مُلکون مین ہوتا آیا وہی ہند مین بھی ہوا۔ سنسکرت اور پراکرت کے عالمون پر راجون مہاراجون کا ہاتھ رہا۔ فارسی کے شاعرون کو افغان اور مغل بادشاہون نے اپنے دربارون مین عالی رُتبے اور منصب دیئے۔ اور جب اُردو شاعری کا زمانہ آیا تو اِس کے قدردان بھی بیجاپور۔ گولکنڈہ۔ دہلی اور لکھنؤ کے دربارون مین نکل آئے۔ پہلے بابون مین ذرا تفصیل کے ساتھ یہ سب بتایا گیا ہے۔ اب ہم دیکھین کہ اُردو مین انگریزی لفظون کا دخل کیونکر ہونے لگا۔

یہان یہ مقصود نہین ہی کہ ہم دولت انگلشیہ کی تاریخ لکھین۔ ہم سب اس سے واقف ہین کہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین دہلی اور لکھنؤ کے بادشاہون کے تخت وتاج خاک مین مل گئے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے مُلکی انتظام کی

جگہ اس مُلک مین چارون طرف باقاعدہ سلطنت شروع ہوئی اور انگلستان کا
بادشاہ ہند کا بھی فرمانروا ہو گیا - جب یہان کی بادشاہی جاتی رہی تو اُس کے
ساتھ فارسی عربی کے دن بھی جاتے رہے - اور اُردو کی قدر بھی خاک مین مل گئی
اب ایک نئی قوم - نئی زبان اور نئے دستور کا عمل درآمد ہوا - جس طرح افغان اور
مُغل بادشاہون کے دَور مین ہندؤن نے بہت کچھ مسلمانون سے لیا اور سیکھا -
ضرور ہے کہ اُسی طرح اب ہندو مسلمان دونون بہت کچھ انگریزون سے سیکھین
قاعدہ ہے کہ جب ایک قوم کا تسلُّط دوسری قوم پر ہوتا ہے تو حاکم کی زبان
محکوم کی زبان پر بہت بڑا اثر کرتی ہے - مثال کے طور پر فقط فارسی اور اُردو کے
حال پر غور کرو - عرب کی حکومت نے ایران کی پُرانی زبان پر ایسا اثر کیا کہ فارسی
مین ہزارون لفظ اور محاورے عربی کے آ گئے - ایسے ہی افغان اور مُغل فارسی
بولتے ہوئے ہند مین آئے - اور رفتہ رفتہ ہندی مین فارسی کا وہ تصرُّف ہوا کہ
ایک نئی اور شاندار زبان پیدا ہو گئی جسے ہم اُردو کہتے ہین - اب انگریزون کا راج
ہے - سارے محکمے اور صوبے اُنکے زیرِ حکومت ہین - اور ہر جگہ اُن ہی کا انتظام
اور اُن ہی کے افسر ہین - وہ اپنے ساتھ بہت سے دستور اور چیزین اپنے مُلک
کی لائے ہین - اور اُن ہی کی حکمت اور قانون کے مطابق رعایا کی بہبود و ترقی کا
انتظام کیا جاتا ہے - لہٰذا ناممکن ہی کہ انگریزی کا دخل اُردو مین نہ ہو
ہر جگہ ہمکو نیا انتظام دکھائی دیتا ہے - مثلاً شہر کے انتظام کے واسطے میونسپل کمیٹی
ہے - اب بتاؤ کہ میونسپل کمیٹی کی جگہ ہم اُردو مین کہان سے لفظ لائین ؟ اسیطرح

طبابت مین دیکھو کتنے لفظ انگریزی سے لیئے گئے ہین مثلاً۔ نرس۔ ڈریسر کمپونڈر۔ سب اسسٹنٹ سرجن۔ اسسٹنٹ سرجن سول سرجن۔ سرجن میجر۔ ہسپتال۔ ڈاکٹر وغیرہ۔ بھلا بتاؤ کہ ان لفظون کے بدلے اُردو مین کون سے لفظ لائین؟ اگر ڈاکٹر کی جگہ حکیم یا طبیب کہین تو وہ شخص مراد ہوگا جو یونانی حکمت کے مطابق علاج کرتا ہے۔ اگر وَید یا بَید کہین تو وہ شخص مراد ہوگا جو ہندی طبابت کے مطابق دوا دارو کرتا ہے۔ ایسے ہی اور سارے لفظون کا حال ہے جو اوپر لکھے گئے پس ضرور ہے کہ یہ لفظ عام طور پر استعمال کئے جائین۔ ریل گاڑی کے متعلق سیکڑون لفظ اُردو مین آگئے ہین کیونکہ یہ چیز ہند مین نہ تھی۔ اسے انگریزون نے یہان جاری کیا۔ اس لیئے سارے لفظ اُن ہی کی زبان سے لینے پڑے۔ اب یہان مثال بڑھانے کی کوئی ضرورت نہین۔ جو کچھ اوپر بیان ہوا اُس سے ثابت ہے کہ انگریزی کا دخل اُردو مین ضروری اور قدرتی قاعدے کے مطابق ہے۔

تو کیا ہم اُردو مین اس طرح انگریزی لفظ ملاکر بولین کہ اُردو زبان اُردو نہ رہے بلکہ ایک بیہودہ کھچڑی بولی ہو جائے؟ ہرگز نہین جو چیزین انگریزون کے ساتھ آئین یا اُنکی ایجاد ہین۔ اُن کے نام ضرور ہی انگریزی سے لینے پڑین گے۔ اس سے اُردو زبان اُردو ہی رہے گی۔ فقط چیزون کے نام یا نئے طریقون اور انتظامون کے متعلق بہت سے لفظ انگریزی سے اُردو مین بھی آجائین گے۔ اور

ہماری زبان اَور امیر ہوجائے گی - پر اتنا یاد رکھنا نہایت ضروری ہی کہ بغیر ضرورت
کوئی انگریزی لفظ اُردو مین نہ آئے - ہمارے روزمرّہ کے کاروبیوہار اور دلی اور
مذہبی خیال کے اظہار کے لیئے اُردو مین کافی سے بھی زیادہ لفظ موجود ہین - ہم اُن سے
بڑی خوبی اور اثر کے ساتھ اپنا کام لے سکتے ہین - اس وقت اُردو مین ہزارون
کتابین ہین - ذرا دیکھو اُن مین انگریزی کے کتنے لفظ آئے ہین - ہمارا یہ بھی تجربہ ہی
کہ کوئی شخص اُردو مین گھنٹون تقریر کرے اور ایک لفظ انگریزی کا زبان پر نہ لائے -
ڈپٹی نذیر احمد - مولوی محمد حسین آزاد - سر سید احمد - پنڈت رتن ناتھ سرشار
مولوی عبد الحلیم شرر کی کتابین موجود ہین - ورق پر ورق اُلٹتے چلے جاؤ مشکل سے
کہین ایک آدھ انگریزی لفظ ملے گا - انھون نے ہر طرح کے مضمون پر تقریرین بھی
کین اور اپنی تحریرین بھی چھوڑی ہین - رنگینی - عبارت آرائی - شیرینی - فصاحت و
بلاغت - دل پذیر تشبیہین اور استعارے - شوخی وطرّاری - جگر سوز خیالات اور
دل گداز باتین - غرض سب ہی کچھ اُن کے کلام مین جھلکتا دکھائی دیتا ہی - اُنکی
زبان سے پھولجھڑی نکلتی تھی اور اُن کے قلم کے مُنھ سے ریشم کی لچھیان - جب وہ
بلند پروازی کرتے تو آسمان سے تارے اُتار لاتے اور جب کسی خیال مین ڈوبتے تو
سمندر کی کائی تک مٹھی مین سمیٹ لیتے تھے - مشکل سے مشکل اور باریک سے باریک
مضمون کو پاکیزہ اور سلیس اُردو مین وہ ادا کرتے تھے - انکی تصنیفون سے ثابت ہی
کہ اُردو زبان مین بہت بڑی قابلیت ہے اور جو اس سے واقف ہین وہ اس سے
جادو کا کام لے سکتے ہین - پس جب ہمارے پاس پہلے ہی سے ایسا خزانہ موجود ہی

تو لازم ہے کہ ہم اس کی حفاظت کرین اور بے ضرورت غیرون سے بھیک نہ مانگین۔
نئی چیزون اور نئی ایجادون کے ساتھ تو نئے لفظ ضرور ہی آئین گے۔ انھین کوئی
روک نہین سکتا۔ بلکہ ایسے لفظون سے زبان مین امیری پیدا ہوتی ہی۔ پر جہان خود
ہماری زبان مین لفظ موجود ہین اُنکی جگہ بے مطلب انگریزی لفظ لانا اپنے کو اور اپنی
زبان کو مفلس ثابت کرنا ہی۔ غرض یہ ناممکن ہی کہ انگریزی کا دخل اُردو مین نہ ہو پر اس
دخل کو اُن ہی الفاظ تک محدود رکھنا جو ضروری ہین ہمارا کام ہی۔ اس سے فائدہ یہ
ہوگا کہ ہماری دلکش زبان نہ فقط محفوظ رہے گی بلکہ روز بروز شاندار ہوتی جائے گی
برخلاف اس کے اگر ہم بے موقع اور بے ضرورت انگریزی لفظ اسمین بھرنے لگین
تو نہ حاکمون کی نظر مین عزت کے لائق رہین گے اور نہ اپنے بھائیون کی جماعت
مین مُنھ دکھانے کے قابل ہون گے۔

جس اُردو کا ہم ذکر کر رہے ہین وہ نوسَو برس مین بنکر تیار ہوئی ہی۔ اور اب
ہر سال صدہا کتابین اس مین تصنیف ہوتی ہین۔ یہ علمی اور قومی زبان ہونے کا فخر
اور درجہ پا چکی ہے اور اس کا دامن اب قیامت سے بندھا ہے۔
وہ زمانہ دور نہین جب اس مین ہر فن کی کتابون کا پورا ذخیرہ موجود ہوجائیگا
اور یہ اُسی وقت ہوگا جب انگریزی کی بدولت اس مین ایسے الفاظ بھی شامل
ہوجائین گے جن کے ذریعہ سے ہم موجودہ علمی اور تہذیبی ترقی کو بھی اُردو زبان
مین دکھا سکین گے۔ یہ ترقی سچ مچ زمانۂ حال کی ترقی ہی اور اس کے متعلق عربی
اور فارسی مین لفظ نہین۔ ہزارون طرح کی کلین آئے دن ایجاد ہوتی رہتی ہین اور

نئے نئے انتظام مُلکی اور فوجی - عدالتی اور تعلیمی روز عمل مین آتے ہین - ان کے لئے انگریزی زبان مین لفظ موجود ہین - اور ضرور ہے کہ اُن مین سے اکثر اُردو مین داخل ہو جائین پس ظاہر ہے کہ ایسے لفظون کی بھرتی اُردو زبان مین اور ہونی ہے اور جب انکی آمیزش سے اُردو مین یہ قابلیت ہو جائے گی کہ آج کل کے علم اور حکمت کے متعلق بھی اس مین پورے پورے لفظ ہون گے تو یہ اپنے کمال کو پہونچے گی اور دنیا کی بڑی بڑی زبانون مین اسے بھی عزّت کی کرسی نصیب ہو گی - خداوند کریم ہماری سرکار عالیہ کو برقرار رکھے جس کے زیر سایہ ہم اور ہماری زبان دونون ترقّی کر رہے ہین -

ہندؤن اور مسلمانون کے تمدّنی اور سیاسی اتحاد کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ دونون ایک ہی زبان بولتے اور لکھتے ہون - اس سے باہمی تعلقات زیادہ گہرے اور مضبوط ہو جاتے ہین - اور اپنے خیالات و جذبات و ضروریات کا اظہار آسان ہوتا ہے - شکر ہے کہ قدرتی طور پر وہ آلہ بن بنا کر تیار ہو گیا ہے جسے یہ دونون فریق بے تامّل استعمال کر سکتے ہین - جس طرح فطری قوانین کے مطابق پراکرت زبانین بنین اور پھر اُن سے ہندی اور اَور اَور زبانین نکلین - اُسی طرح ہندی یا بھاشا سے اُردو پیدا ہوئی - یہ کام کسی آدمی کی مصلحت و تدبیر سے نہین بلکہ زمانہ کی طبیعت و رفتار کے اثر سے ہوا اور جون جون ہندو اور مسلمان آپس مین زیادہ میل جول پیدا کرتے گئے تون تون اُردو کا زور اور رواج زیادہ ہوتا گیا - اور اَب جب

سیکڑون برس کے ربط وضبط اور سروکار کے بعد ایک ایسی زبان بن گئی ہے جو شیرینی وفصاحت اور ناز وانداز مین ہندی سے کہین زیادہ ہے تو اس کے مقابلہ مین یہ کوشش کرنی کہ اُردو کا رواج جاتا رہے اور چارون طرف ہندی ہی ہندی کا ڈنکہ بجے ٹھیک نہین - اُردو مین ایک یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ اس کے حروف کی شکلین خوبصورت ہین اور نسبتًہ ان کے لکھنے مین کم وقت صرف ہوتا ہے - جتنی دیر مین ہندی کا ایک صفحہ لکھا جاتا ہے اُتنی دیر مین اُردو کے دو صفحے لکھے جاتے ہین - پس اُردو زبان کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ اس مین خوبصورتی زیادہ اور مضمون کی گنجایش بھی زیادہ ہے اور لکھنے مین ہندی کی نسبت آدھا وقت لگتا ہے -

ایک اور نکتہ پیش کیا جاتا ہے جس کی اہمیّت خود بخود ظاہر ہو جائے گی - آج کل چارون طرف یہی پکار ہے کہ ہندو اور مسلمان آپس کی نفرت وعداوت اور مذہبی جھگڑون کو دور کرین اور ایک دوسرے کو محبت وہمدردی وتعظیم کی نظر سے دیکھین اور کوئی ایسا کام نہ کرین جس سے نفاق قائم رہے یا بڑھے - ایسے حال مین یہ کوشش کہ اُردو بالکل اُڑا دی جائے اور ہندی کا بول بالا ہو خطرے اور نقصان کا باعث ہوگی - کیونکہ اس طرح کی کوشش سے کم از کم مسلمانون پر یہ اثر ہوگا کہ وہ ہندؤن کو اپنی قومی تاریخ اور سلطنت کا مخالف پائین گے اور دل شکستہ ہو کر انھین شک اور مخالفت کی نظر سے دیکھین گے - اُردو زبان نہ فقط ایک زبان ہی

بلکہ اسلامی جاہ وجلال ۔ شان وشکوہ اور عظمت وحشمت کی ایک زندہ اور جیتی جاگتی یادگار ہے ۔ اس کو جو مٹانا چاہتا ہے وہ گویا اسلامی اقتدار کے ایک بہت بڑے نشان کو مٹانا چاہتا ہے ۔ جس زبان کے ساتھ صدیوں کی تاریخ وابستہ اور ملی ہوئی ہے اُس کو قائم رکھنا ہر ہندوستانی کا فرض ہے ۔

تمام شُد